ہفت روزہ
لاہور
خدام الدین
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۱ دسمبر ۱۹۵۶ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ذکرِ الٰہی

(از محمد شفیع عمر الدین دفتر دار ہیر پور خاص)

گزشتہ سے پیوستہ (دیکھیں خدام الدین ۲۳ - نومبر ۱۹۵۶ء

(۲)

جمعہ مبارک کے دن کی فضیلت اور نماز جمعہ کا اہتمام

ذکرِ الٰہی کے مشتاقوں کے لئے جمعہ عید کا دن ہے - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ	(۱) بہتر سب دنوں میں جن پر طلوع آفتاب ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے -
فیہ خلق آدم	(۲) اسی دن (حضرت) آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے -
وفیہ اھبط	(۳) اسی دن آپؑ جنّت سے نکالے گئے -
و اتیب علیہ	(۴) اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی توبہ قبول فرمائی -
وفیہ مات	(۵) اور اسی دن آپؑ نے وصال فرمایا -
وفیہ تقوم الساعۃ (موطاء امام مالکؒ)	(۶) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی -

نیز روایت ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس میں جو مسلمان بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اللہ سے مانگتا ہے تو اللہ اس کو عطا فرماتا ہے - (یہ مقبولیت دعا کی ساعت ہے - اور حاجتمندوں کے لئے بڑی خوشخبری ہے)

قرآن مجید میں نماز جمعہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالےٰ ہے :-

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (الجمعہ رکوع ۱ - پ ۲۸)

ترجمہ - اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دیجائے تو ذکرِ الٰہی کی طرف لپکو - اور خرید و فروخت چھوڑ دو - تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے - اگر تم علم رکھتے ہو -

(حضرت مولانا احمد علی صاحب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے -

(بخاری شریف کتاب الجمعہ)

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت شریفہ کی شرح یوں فرماتے ہیں -

"نُوْدِیَ" سے مراد قرآن میں وہ اذان ہے جو نزول آیت کے وقت تھی - یعنی امام کے سامنے ہوتی ہے - کیونکہ اس سے پہلی اذان بعد کو حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عہد میں صحابہؓ کے اجماع سے مقرر ہوئی ہے -

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

" ہر اذان کا یہ حکم نہیں - کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی - اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا - پھر کہاں ملیگا؟ اور اللہ کی یاد کہا خطبے کو ، ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سُنے - .

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا ہے :-

" علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اذان کے بعد خرید و فروخت حرام ہے - "

الحاصل جمعہ کی اذان کے بعد نہ ہی خریدار کے لئے مناسب ہے کہ خریداری کرے - اور نہ ہی دُکاندار کے لئے حلال ہے کہ خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رکھے - ہاں البتہ جمعہ کی نماز کے بعد خرید و فروخت کے شغل میں منہمک ہونا موجب خیر د برکت ہے -

اذان سے لے کر ختم نماز تک قریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے - اور یہ ڈیڑھ گھنٹہ بھی ہفتہ میں ایک دفعہ آتا ہے - جو عبادت اور خطبہ سُننے کے لئے مخصوص ہے - حالانکہ بنی اسرائیل کے لئے ہفتہ کا سارا دن خالص عبادت کے لئے مقرر تھا اور اس دن مچھلی کا شکار کرنا ممنوع تھا - مگر وہ بدنصیب لوگ جو اس حکم کو محض اپنی کم ظرفی اور کوتاہ اندیشی کی وجہ سے نباہ نہ سکے عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے - کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ

(البقرہ ع ۸ - پ ۱)

ترجمہ - " تم ذلیل بندر ہو جاؤ " انہیں نافرمانوں کے حق میں وارد ہے -

گزشتہ اقوام کے واقعات و اخبار ہمارے لئے باعث عبرت و نصیحت ہیں - اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ نیک بخت وہ ہے - جو دوسروں کے حالات سے سبق آموز ہو - اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا :-

فَجَعَلْنٰھَا نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْھَا وَمَا خَلْفَھَا وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ (البقرہ رکوع ۸ پ ۱)

ترجمہ - پھر ہم نے اس واقعہ کو اس زمانہ کے لوگوں کے لئے عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت بنا دیا (حضرت مولٰینا احمد علی صاحب)

ہماری کمزوریوں پر اللہ تعالےٰ نے بڑی کرم فرمائی کی اور بنی اسرائیل کی طرح جمعہ کا سارا دن دُنیاوی کار و بار بند کرکے عبادت میں لگے رہنے کا حکم صادر نہ فرمایا - ہمیں بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر چل کر جمعہ کے دن کی عبادت کا یہ مخصوص وقت جو بہت کم ہے فضول لہو و لعب ، تجارت یا دوسرے انواع و اقسام کے کار و بار میں مشغول رہ کر غفلت میں ہرگز نہیں گزارنا چاہیئے - بلکہ اس مبارک دن میں سویرے مسجد میں جانے کا بڑا اہتمام کرنا چاہیئے اور مندرجہ ذیل افعال مسنونہ بشوق بجا لانے چاہئیں :-

(۱) غُسل کرنا -

(۲) مسواک کرنا -

(۳) جمعہ کے دن کے لئے اگر مخصوص لباس رکھا ہو تو وہ ، ورنہ حتی المقدور صاف سُتھرا ، اور پاک و صاف لباس پہننا -

(۴) خوشبو اور تیل کا استعمال کرنا -

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۳۲۸

قوم کی غیرت کہاں ہے؟

مسافر خاتون رحمان بی بی کے اغوا اور بعد ازاں لرزہ خیز جرائم کے ارتکاب کا قصہ قارئین کے پاس اخبارات کی وساطت سے پہنچ ہی چکا ہوگا کہ کس طرح شہر لاہور میں قومی غیرت کا جنازہ نکلا۔ اور وہ شہر جہاں 'قانون' ہر وقت 'جرم' کے گرد منڈلاتا ہے۔ وہاں کس طرح لاقانونیت کا دور دورہ ہے۔ مختصراً واقعات یوں ہیں کہ مسماۃ رحمان بی بی جس کو کچھ دماغی عارضہ تھا۔ اپنے شوہر کی معیت میں ضلع مظفر گڑھ سے علاج کروانے آئی۔ یہاں وہ اکبری دروازہ میں مقیم تھی۔ ایک دن دماغی بیماری کے باعث وہ گھر سے نکل آئی۔ دوسرے دن کی اخبار بتاتی تھی کہ پہلے اُسے اغواء کرکے مختلف جگہ لے جایا گیا۔ کم از کم ۲۱ آدمیوں نے قومی بہن کے ساتھ اپنی عاقبت برباد کی اور جب اُسے تلاش کیا گیا تو وہ کہیں نہ ملی۔ اب یہ سانحہ سکینڈل بن چکا ہے۔ کیونکہ مغویہ تلاش کے باوجود برآمد نہیں ہوئی اخبارات میں روزانہ عجیب و غریب واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ آج کی خبر مظہر ہے کہ مغویہ نے ایک رات چائے فروش کی بیوی کے ہاں بسر کی۔ چائے فروش اُسے تھانے میں پولیس کے سپرد کرنے لے گیا۔ لیکن "نظم و نسق" نے جواب دیا کہ اگلی صبح آؤ۔ تا دوسری صبح غریب عورت راوی کے اُس پار ہنکا دی گئی۔

واقعات ایسے ہیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ قصور وار کون ہے؟ نظم و نسق یا قوم (اہل لاہور) !! جواب یہ ہے کہ دونوں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر !!!

کیوں؟ اس لئے کہ نظم و نسق بعض دفعہ جرم کی تطہیر کی بجائے جرم کی حوصلہ افزائی اس طرح کرتا ہے۔ کہ فوری نوٹس نہیں لیتا۔ بلکہ اپنی کاہلی اور لاپرواہی کے باعث التوا میں ڈال کر جرم کو اپنے دھارے پر بہنے دیتا ہے۔ ہمارے ہزاروں پولیس کے آدمی۔ وردی میں اور بغیر وردی کے۔ راستوں اور سڑکوں پر متعین ایک غریب عورت کی نہ عصمت کی حفاظت کر سکے اور نہ اُسے برآمد کر سکے۔

اسی لئے ہمارا کہنا درست ہے۔ کہ یہ نظم و نسق پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ متعلقہ وزیر صاحب کی غیرت کو چیلنج ہے

قوم (اہل لاہور) بھی ذمہ دار ہے اس لئے کہ رحمان بی بی کو ۲۱ آدمیوں میں سے ایک بھی "بھائی" نہ ملا۔ جو ملا بدبخت حریص اور نفس پرست۔ آخر یہ واقعات فضا میں نہیں ہوتے رہے کہ ۲۱ آدمیوں کے علاوہ اور کسی نے دیکھا ہی نہ ہو۔ یقیناً درجنوں آدمیوں نے دیکھا ہوگا۔ لیکن ہماری غیرت ہے کہاں کہ ایک بہن کی بے بسی پر دل تڑپے اور اس کی فریاد رسی کی جائے۔ اس لئے ہم غلطی پر نہیں ہیں اگر کہیں کہ تمام اہل لاہور اس جرم میں شریک ہیں!

اہل لاہور سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا آئندہ بیرون شہر سے بیمار مستورات نہ آیا کریں کہ اس شہر میں درندے بستے ہیں اور موقعہ ملنے پر مسافروں کی عصمت دری کر لیتے ہیں۔ اس موقعہ پر ہمیں عورتوں کی نام نہاد محافظ انجمن اپوا سے بھی سوال کرنا ہے کہ آپ کو شرم تو نہ آئی ہوگی ایسے انسانیت سوز واقعہ پر! آپ نے اس ضمن میں کیا قدم اٹھایا۔ کہاں تک مغویہ کی تلاش میں حصہ لیا؟ افسوس ہے آپ نے تو ایک بیان بھی نہ دیا کہ کم از کم حکومت سے ہی مطالبہ کیا ہوتا کہ رحمان بی بی جلد از جلد برآمد ہونی چاہیئے۔

> کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں۔ ابھی تک حسین بی بی (گجرات کیس) کا قصہ دلوں سے محو نہیں ہوا تھا۔ کہ قومی اخلاق صوبہ کے دوسرے گوشے سے برہنہ ہوا۔ سنگین واقعات کی فہرست بہت طویل ہے۔ حکومت اپنے تمام وسائل یکجا کرکے مغویہ کو تلاش کرے اور اس جرم کے تمام شرکا کو قانون کی کسوٹی پر پرکھ کر سزا کی بھٹی میں جھونک دے ورنہ اگر خدانخواستہ رحمان بی بی برآمد نہ ہوئی اور اخلاق سوز عناصر اسی طرح دندناتے رہے تو یہ تو درست ہے کہ حکومت کا بظاہر کچھ نہیں بگڑے گا لیکن اس مغویہ کی دلدوز چیخیں جو یقیناً فضا میں لرز رہی ہوں گی اپنا رنگ لا کے رہیں گی اور پھر ہر مجرم اپنا انجام خود سوچ سکتا ہے۔

> بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
> اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

مضامین نگار حضرات کی خدمت میں

آپ کے مضامین کا حضرت شیخ التفسیر مدظلہ العالی خود ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اگر وہ قابل اشاعت ہوں تو جس قدر جلد ممکن ہو شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ان کی مناسب وقت کے بعد اشاعت نہ ہوں۔ تو سمجھ لیا جائے کہ وہ قابل اشاعت نہ تھے۔

اگر آپ کو مسودات واپس درکار ہوں تو از راہ نوازش ڈاک کے ٹکٹ ارسال فرما کر منگوا سکتے ہیں۔ خط و کتابت سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ - جمادی الاوّل ۱۳۷۶ھ ۱۴ - دسمبر ۱۹۵۶ء

ہمیشہ سب سے پہلے بدمست اور مغرور دولتمند انبیاء علیہم السلام کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے رہے

قانونِ الٰہی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

اللہ جل شانہٗ کا یہ دستور ہے۔ کہ اپنے بندوں کو اپنا مخالف قرار نہیں دیتے۔ جب تک کہ انہیں اپنے احکام سے آگاہ نہ کر لیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ہمیشہ انسانوں کو ان کی زندگی کے دستور العمل سے آگاہ کر دیا کرتے تھے۔ اگر اس اطلاع کے بعد وہ لوگ مخالفت کرتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور باغی قرار دیئے جاتے۔

شہادت

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

سورہ التوبہ رکوع ۱۴ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور اللہ ایسا نہیں۔ کہ کسی قوم کو صحیح راستہ بتلانے کے بعد گمراہ کر دے۔ جب تک ان پر واضح نہ کر دے۔ وہ چیز جس سے انہیں بچنا چاہیئے۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

حاصل

وہی نکلا۔ جو پہلے عرض کر چکا ہوں کہ احکامِ الٰہی کی اطلاع پانے کے بعد مخالفت کرنے والوں کو نافرمان قرار دیا جاتا ہے۔

خطبہ کے ابتدا میں جو عنوان عرض کر چکا ہوں اس کی شہادتیں ملاحظہ ہوں

۱

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

دنیا دار اپنا سردار کس کو مانتے ہیں

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ط الآیہ سورہ البقرہ رکوع ۳۲ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور ان کے نبی نے ان سے کہا۔ بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس کی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اسے مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا داروں کی نظر میں بڑا آدمی یا سردار وہی ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس دوسرے لوگوں سے دولت زیادہ ہو۔ لہٰذا آئندہ قوموں کے حالات میں جہاں سردار کا لفظ آئے گا۔ وہاں بڑا دولتمند مراد ہوگا۔ وہ لوگ اپنی دولت کے نشہ میں مخمور اور بدمست اور مغرور ہوتے تھے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کی باتوں کو نہ غور سے سنتے تھے۔ اور نہ اپنی اصلاح کرتے تھے۔ اور قوم کے دوسرے افراد بلحاظ ایک عربی ضرب المثل کے ان کے تابع ہوتے تھے۔ ضرب المثل یہ ہے۔ (اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ)

ترجمہ۔ لوگ ہمیشہ اپنے بادشاہوں کی روش پر چلتے ہیں۔

اس لئے دولتمندوں کی مخالفت کے باعث دوسرے لوگ بھی انبیاء علیہم السلام کی مخالفت پر تل جاتے تھے۔ (الا ماشاء اللہ) نتیجہ یہ نکلتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ساری قوم پر نازل ہوتا تھا۔ اس عذاب سے سوائے پیغمبر اور اس کے چند حواریوں کے اور کوئی نہیں بچتا تھا۔

نوح علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

۲

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ قوم اپنے سرداروں کے تابع ہوتی ہے۔ اس لئے ساری قوم ہود علیہ السلام کی مخالف ہوگئی۔

ہود علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اُن کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مومن نہیں تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ع ۳

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔

صالح علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○) سورہ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸

ترجمہ۔ پس انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

ع ۴

(وَاِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل پہنچ چکی ہے۔ سو ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ○) سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا۔ اے شعیبؑ ہم تجھے اور انہیں جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے۔ یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ فرمایا۔ کیا۔ اگرچہ ہم اس دین کو ناپسند کرنے والے ہوں۔

شعیب علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے

ع ۵

(ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی بِاٰيٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ج فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ○)

سورہ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹

ترجمہ۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پھر انہوں نے نشانیوں سے بے انصافی کی۔ پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیا ہوا۔

. . . . .

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○) سورہ الاعراف رکوع ۱۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے۔

موسےٰ علیہ السلام کی مخالفت کا نتیجہ

(فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ)

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔

ع ۶

(وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○) سورہ ص رکوع ۱ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا۔ اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

قوم کے سرداروں کی مخالفت

(وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○) سورہ ص رکوع ۱ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور ان میں سے یہ کہتے ہوئے چل پڑے۔ کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بے شک اس میں کچھ غرض ہے۔ ہم نے یہ بات اپنے پچھلے دین میں نہیں سُنی۔ یہ تو ایک بنائی ہوئی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا نتیجہ

(فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ط اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ○)

سورہ ص رکوع ۳ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ پھر کافروں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو آگ ہے۔ کیا ہم کر دینگے۔

ان کو جو ایمان لائے - اور نیک کام کئے۔ ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں - یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے -

آج بھی سرمایہ دار طبقہ عموماً قرآن مجید کی مخالفت کر رہا ہے

بجز بعض اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے عموماً بدمست اور مغرور سرمایہ دار طبقہ قانون اسلام کی کوئی پروا نہیں کرتا - بلکہ سرمایہ داروں میں بکثرت ایسے آدمی آپ کو لاہور میں ملیں گے - کہ اسلامی احکام کا مذاق اُڑاتے ہیں - اور دل کھول کر علماء دین کی توہین کرتے ہیں - علماء دین کی توہین کرنے والے انہیں جماعتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں - جو انبیاء علیہم السلام کے گزشتہ زمانوں میں پیغمبروں کی توہین کیا کرتے تھے - جو دُنیا سے نا مراد ہو کر گئے - کیونکہ باوجود ان کی مخالفت کے انبیاء علیہم السلام کا دین ہمیشہ زندہ رہا - اور وہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث ابدی جہنم کا ٹکٹ دُنیا سے لے کر گئے - موجودہ وقت کے مخالفین اسلام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عزّت اور ذلّت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے - کیا علماء اسلام پر مذاق کرنے سے ان کی عزّت میں کوئی فرق آیا - کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے - کیا اب بھی عوام علماء اسلام پر شمع پر پروانے کی طرح نہیں آتے - اور عام مسلمانوں سے اپنے متعلق بھی رائے لے لیجئے - پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی نظروں میں آپ کتنے ذلیل ہیں -

میرے بھائیو - عزّت بنانے سے نہیں بنتی - عزّت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے متعلق کسی کے دل میں ڈالے -

یاد رکھو - اگر تم سرکاری عہدہ دار ہو - تو جتنے لوگ تمہیں سلامیں کرتے ہیں - وہ منافقانہ سلامیں کرتے ہیں - ان کے دل میں آپ لوگوں کی کوئی عزّت نہیں - آپ کے شر سے بچنے کے لئے سلامیں کرتے ہیں - رسول اللہ علیہ سلم کا ارشاد ہے اُکْرِمُ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّہٖ ۔ ترجمہ - انسان کو اس کے شر سے بچنے کے لئے عزّت دی جاتی ہے -

لاہور میں سرمایہ داروں کی الگ بستی

لاہور میں سرمایہ داروں نے اپنی ایک الگ بستی بنائی ہے - جس کا نام گلبرگ ہے یہ میں مانتا ہوں کہ وہاں کے بسنے والوں میں بعض اللہ تعالیٰ کے نیک بندے - خدا دوست خدا کو یاد کرنے والے - دیندار اور دینداروں کا احترام کرنے والے بھی یقیناً ہوں گے - مگر اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دین سے بے نیاز - فرنگی تعلیم - فرنگی تہذیب - فرنگی تمدّن کے دلدادہ اور ان کے دن اور رات کا پروگرام فرنگیانہ ہوگا - دن کو دفتر میں - رات کو ڈانس کا مشغلہ یا سینما کی سیر وغیرہ وغیرہ - پھر آپ کو معلوم ہے - کہ خلق خدا کی زبان پر اس آبادی کا کیا نام پکارا جاتا ہے - ٹانگے والے کہتے ہیں - رشوت پورہ سے سواریاں لایا ہوں اور پھر رشوت پورہ سواریاں لیکر جا رہا ہوں -

دراصل بغاوت کا باعث سرمایہ ہی ہے

قرآن مجید میں سب سے پہلی سورت جو نازل ہوئی تھی اس میں یہ دو آیتیں ہیں - (كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝)

سورہ العلق پارہ ۳۰

ترجمہ - ہرگز نہیں - بیشک آدمی سرکش ہو جاتا ہے - جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے -

شیخ الاسلام پاکستان کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیتوں پر تحریر فرماتے ہیں -

"یعنی آدمی کی اصل تو اتنی ہے کہ جمے ہوئے خون سے بنا - اور جاہل محض تھا - خدا نے علم دیا - مگر وہ اپنی اصل حقیقت کو ذرا یاد نہیں رکھتا - دُنیا کے مال و دولت پر مغرور ہو کر سرکشی اختیار کرتا ہے - اور سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی پروا ہی نہیں"

اے بدمست اور مغرور سرمایہ دار کان کھول کر سن لے

تیرے جیسے اللہ تعالیٰ کے باغیوں کو ڈرانے اور سیدھا راستہ بتلانے کے لئے پہلے انبیاء علیہم السلام تشریف لایا کرتے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - آپ کے بعد آپ کی اُمّت میں سے ہر دور زمانہ میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے عالم پیدا کرے گا - جو اس دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچائیں گے - ہر دور زمانہ میں وہ انسان خوش نصیب ہوں گے - جو ان علماء ربانیین کی آواز پر لبیک کہہ کر اپنی اصلاح کر لیں گے - اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا - اور وہ اپنے رب سے راضی ہونگے - بدنصیب ہونگے - وہ انسان جو ان ہادیوں پر مذاق اُڑائیں گے اور اپنی عاقبت برباد کر لیں گے -

ایک دردناک منظر

دین اور علماء دین پر مذاق اُڑانے والوں اور ان کی توہین کرنے والوں کو قیامت کا ایک دردناک منظر دکھانا چاہتا ہوں -

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝)

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جن کا (نیکیوں کا) پلّہ ہلکا ہوگا - تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا - ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے - ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی - اور وہ اس میں بدشکل والے ہونگے - کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہینگے - اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے - اگر پھر کریں - تو ہم بے شک ظالم ہوں گے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو -

فاعتبروا یا اولی الابصار

وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر

منعقدہ ۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ　　۱۳ر دسمبر ۱۹۵۶ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

بہشتیوں کی ایک علامت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد جماعت کا اجتماع جمعہ کی رات کو اس مقصد کے لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے اور آپ سے راضی ہو جائے - جن چیزوں سے وہ راضی ہوتا ہو ان کو عمل میں لایا جائے اور جن سے وہ ناراض ہوتا ہو - ان سے بچا جائے - میں باوجود گنہگار ہونے کے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس قسم کا میرا اور آپ کا تعلق ہونا چاہیئے اس کے متعلق کچھ عرض کروں تاکہ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے اللہ تعالےٰ مجھ سے اور آپ سے راضی ہو جائے۔

یہ یاد رکھئے کہ بہشتی اور دوزخی یہاں سے بن کر جاتے ہیں - یہاں کوئی دوزخی اور کوئی جنتی ہے - کسی کے جنتی یا دوزخی ہونے کا ہم قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے - اس کا اللہ تعالےٰ ہی کو علم ہے - البتہ اندازہ ہو سکتا ہے - مثلاً ایک مریض طبیب سے علاج کراتا ہے - پہلے نیند نہیں آتی تھی - کھانے کی اشتہا نہیں تھی - اگر کچھ کھا لیتا تو ہضم نہ ہوتا تھا - علاج شروع کرنے کے بعد اب دو گھنٹے نیند بھی آجاتی ہے کھانے کی اشتہا بھی پیدا ہوتی ہے اور تھوڑی ہضم بھی ہو جاتی ہے - تو یہی کہا جائے گا کہ مریض رو بصحت ہے - یہ تو اللہ تعالےٰ ہی کو علم ہے کہ مریض کو صحت کلی ہو گی - یا یکلخت حالت بگڑ جائے گی - اور مریض داعی اجل کو لبیک کہے گا یا ایک محنتی اور ہوشیار طالب علم کامیابی کی امید تام کے باوجود بعض اوقات فیل ہو جاتا ہے - اسی طرح ادھر بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - کہ بعض انسان ساری عمر نیکی کا کام کرتے رہتے ہیں - ایک ہاتھ جنت میں جانے سے رہ جاتا ہے کہ ایک کام ایسا ہو گیا کہ سیدھا جہنم میں چلا جاتا ہے -

آج میں بہشتیوں کی ایک علامت عرض کرنا چاہتا ہوں - جس کا اس آیت میں ذکر ہے -

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (سورۃ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹)

ترجمہ :- (جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی - مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا -)

اگر یہ درجہ حاصل ہو گیا تو سمجھئے کہ جنتی ہیں - سالم دل وہ ہے - جس میں ایک اللہ تعالیٰ ہی سمائے اور باقی سب چیزیں دل سے نکل جائیں - رضا مطلوب ہو تو اسی کی - خوف ہو تو اسی کا - احکام کی تعمیل ہو تو اسی کی ہو - اور باقی سب چیزوں کو اسباب کے درجہ پر رکھا جائے - ان میں سے کسی کو مقصود بالذات نہ بنایا جائے - اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اس آیت میں متاع فرمایا ہے -

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

(سورہ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

ترجمہ :- لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے - جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی - یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے -)

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں جتنی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے - ان سب کو متاع (سامان) فرمایا ہے - انہیں میں بیوی اور بیٹوں کو بھی شامل فرمایا ہے - اکثر بیوی بڑی پیاری ہوتی ہے - جب وہ آتی ہے تو ماں بھی بھول جاتی ہے - بیوی کیا آئی - گویا خدا آ گیا - بیوی اور بچوں کے عیش و آرام کے لئے روپیہ چاہیئے - اس لئے اس کا بھی ذکر فرما دیا - والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ اس زمانہ میں موٹریں نہ تھیں - بہترین سواری گھوڑے کی سمجھی جاتی تھی - اس کا بھی ذکر فرما دیا پھر دودھ پینے کے لئے گائے بھینس چاہیئے ان کے لئے کھیتی چاہیئے - ان کا بھی ذکر فرما دیا - ان سب چیزوں کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں ذٰلک متاع الحیٰوۃ الدنیا ذالک کے معنی ہیں - اَلَّذِیْ ذُکِرَ مِنْ قَبْلُ یہ سب چیزیں دنیا کا سامان ہیں - یہ آخرۃ میں کچھ کام نہ دیں گی - ہمارے ہاں عام طور پر بستر اور سوٹ کیس وغیرہ کو سامان کہا جاتا ہے - بستر اور سوٹ کیس مقصود بالذات نہیں کہ یہ چوری ہو گئے تو ہم مر گئے - ان کے چوری ہو جانے پر تھوڑا سا افسوس ضرور ہو گا -

کون کہتا ہے کہ بیوی کا بائیکاٹ کرو اور باقی چیزوں کو گھر میں مت رکھو - بیشک بیوی اور باقی چیزیں جمع کریں - لیکن ان کو متاع کے درجہ پر رکھئے - مقصود بالذات نہ بنایئے - سود خوار اور رشوت خوار ان کو مقصود بالذات بناتے ہیں - وہ تو چاہتے ہیں کہ پیسہ آئے - خدا اور خدا کا رسول صلعم روٹھ جائیں تو روٹھ جائیں - اگر یہ نعمت مل گئی کہ ماسوا اللہ دل سے نکل گیا تو سمجھئے کہ یہاں چلتے پھرتے بہشتی ہیں - یہ نعمت نہ دفاتر اور سیٹھوں کے ہاں ملتی ہے - بلکہ یہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت یا اشخاص کے ہاں ملتی ہے - جب نور آتا ہے تو ظلمت کافور ہو جاتی ہے اگر ایک ٹمٹماتے چراغ سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے نام سے دل روشن نہیں ہو سکتا - اللہ نور السمٰوٰت والارض اللہ تعالیٰ ہی کے پاک نام کی برکت سے یہ سارا جہان روشن نظر آ رہا ہے - سورج میں نور ہے تو اسی کا - چاند میں نور ہے - تو

اُسی کا۔ تاروں میں نور ہے تو اُسی کا۔ بلکہ ہر چیز میں اُسی کی صفات کا جلوہ ہے۔ دُعا کیجیئے کہ اس مجلس کی برکت سے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو یہ چیز نصیب فرمائیے۔ آمین یا الہ العالمین۔ بیوی بچے۔ اور باقی جو چیزیں بھی اللہ تعالےٰ نے دی ہیں۔ بے شک وہ رہیں۔ لیکن دل میں خدا کے سوا کچھ نہ ہو۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت کی حالت اس کے خلاف ہے۔ میاں صاحب کی کوٹھی تعمیر ہو رہی ہے۔ نماز کے لئے بلایا جائے تو نہیں آتے۔ معلوم ہوا کہ کوٹھی خدا سے زیادہ پیاری ہے۔ خدا سے بیوی بھی زیادہ پیاری ہے۔ خدا کی ایک بھی فرمایش پوری نہ ہونے پائے تو پرواہ نہیں لیکن بیوی کی ایک بھی فرمائش نہ رہنے پائے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ان باغیوں کے لئے بہشت بنایا ہے؟

زکوٰۃ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض ہے وہ دیں یا نہ دیں۔ لیکن کیا مجال ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی فیس ادا نہ ہو۔ مسلمانوں کی اکثریت اسی قسم کی ہے۔ ان باتوں کی سمجھ آ گئی تو بیڑا پار ہوجائیگا پہلے تو اس بات کی سمجھ ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی چیز مقصود بالذات نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد اس کے حصول کے لئے جدو جہد بھی ضروری ہے من جد وجد (جس نے کوشش کی اس نے مقصود کو پا لیا) اس کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم مل کر ذکر الٰہی کریں۔ یہ چیز پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی پیدا کرنا چاہے میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم مولوی محمد شریف تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ غریق رحمت فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ان کے مکان کو ایک دفعہ آگ لگ گئی۔ لوگ جمع ہو گئے اور وہ سامان نکال کر باہر رکھیں اور یہ اُٹھا کر پھر آگ میں ڈالنے جائیں۔ کسی نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ جس نے دیا تھا۔ جب وہی جلانا چاہتا ہے تو ہمیں بچانے کا کیا حق ہے۔ یہ ہے رضا بقضائے الٰہی۔ پنجاب میں کیا ہوتا ہے؟ جب جنازہ اُٹھتا ہے تو گھر میں وہ اودھم مچتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی سواری کی گھوڑی چوری ہو گئی۔ ساری جماعت کہے کہ گھوڑی کے خادم کے ذریعہ چوری ہوئی ہے۔ ہمیں اس کو حوالہ پولیس کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن حضرتؒ یہی فرمائیں کہ نہیں۔ نہیں اس کو رہنے دو۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس جہان میں جاگ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ قبر میں تو سب کی آنکھیں کھُل جائیں گی۔ سب رہیں۔ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں۔ بشرطیکہ سب کو متاع کے درجہ پر رکھا جائے۔ ماسوا اللہ کے کام ادھورے رہ جائیں تو رہ جائیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا کوئی کام ادھورا نہ رہنے پائے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

یہ نعمت اللہ والوں کے ہاں ملتی ہے کسی نے کہا ہے ع

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس کی صوفیانہ تشریح یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کو دے دو تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا ایسی حاصل ہوگی۔ جس طرح کہ حاجی حج کرکے اللہ کو راضی کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ اس سے فریضۂ حج بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دل پر ہی سارے وجود کی اصلاح کا مدار رکھا ہے۔ ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (بیشک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار۔ اور وہ دل ہے)

دل کے ٹھیک ہونے کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک اللہ کا ہو کر رہے۔ اگر دل کی پوری طور پر اصلاح نہ ہوئی تو انسان کامل نہ ہوگا۔ جو کچھ اس نے مجھ سے کہلوایا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ شادی کمیشن کی تباہ کاریاں صفحہ ۱۵ سے آگے

کی طرف سے مگر حکومت کے علمائے معتبر میں سے مرتب کر رہے ہوں۔ مسودہ کے موافق چھاپے جائیں۔ تو اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ بھی حاصل ہوگا۔ لہٰذا اگر غیر لازمی ہوکر عمدہ مرتب ہو کر طبع کرائے جائیں تو دفعہ قابلِ استحسان ہے ورنہ نہیں۔

افسوس صد افسوس جو باتیں مفید تھیں اُن پر تو مشیرانِ قانون نے توجہ نہ کی۔ اور جو بے انتہا مضرِ دین و دنیا تباہ کرنے والی تھیں ان کو پیش کیا گیا ہے۔ ضروری باتیں یہ تھیں۔ ۱ نفقہ و حقوق ادا نہ کرنے والوں کا قانون ۲ گم شدہ شوہر کا قانون۔ ۳ نامرد اور مجنون کا قاعدہ ۴ باپ دادا کے علاوہ نابالغ کا نکاح کرنے میں وقت بلوغ اختیار کا قانون ۵ اسلام سے الگ ہوجانے والی مرتدہ کا قانون ۶ مسلمان و قادیانی کا قانون ۷ شیعہ وغیرہ اور بدعتیوں کا قانون ۸ فاسق فاجر کا قانون وغیرہ وغیرہ۔ جو سب اُردو کتاب حیلہ ناجزہ میں تفصیلی دلائل سے موجود ہیں ان کے موافق قانون بنانے کی سفارش ہوتی تو کمیشن کا مستحسن اقدام ہوتا۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت ہوتی۔ مظلوم عورتوں کی داد رسی ہوتی اپوا کی دلداری اور مقصود اعظم ووٹ کا راستہ صاف ہوتا۔

رباعیات

(از جناب مفتی جمیل احمد صاحب ۔ جامعہ اشرفیہ ۔ نیلہ گنبد لاہور)

ہر عیش و طرب میں ہے لبھاؤ کتنا ہر عزّت و دولت کا ہے چاؤ کتنا
مسلم ہیں اگر ہم تو بتائیں للہ اللہ سے ہے ہم کو لگاؤ کتنا

مخلوق ہیں، خالق سے مگر غافل ہیں کھاتے تو ہیں رازق سے مگر غافل ہیں
کہنے کو تو سیکھے ہیں ہزاروں ہی علم ہر علم کے فائق سے مگر غافل ہیں

بندے ہیں خدائے وحدہٗ کے ہم لوگ ہر آن کی رحمت کے ہیں بھوکے ہم لوگ
غیرت ہے نہ کچھ شرم و حیا ہے باقی پیرو ہیں اگر اس کے عدو کے ہم لوگ

ہے روح و جسد کا اک کھلونا انسان نورانی و خاکی کا بپا ہے طوفان
خاکی کا تو انجام کھلا ہے، ہے خاک ہاں نار کی اور نور کی کر لو پہچان

نعت شریف

از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہ آبادی (پاکستان)

پلادے جس کو اے ساقی تو پیمانہ محمدؐ کا قسم خالق کی ہو جائے وہ دیوانہ محمدؐ کا
وہ آنکھوں میں ہیں آنکھیں جو جمال مصطفےٰ دیکھیں وہ انسانوں میں انساں ہے جو دیوانہ محمدؐ کا
دلوں میں دل وہ ہے جس میں محبّت مصطفےٰ کی ہو سروں میں سر وہ ہے جو لہ ہو نذرانہ محمدؐ کا
عبث صبح و مسا کیوں سوزِ فرقت میں جلاتا ہے بنا اے جذبۂ دل مجھ کو پروانہ محمدؐ کا
اِدھر آؤ جہاں والو اسے مدہوش نہ دیکھو دو عالم کی خبر رکھتا ہے مستانہ محمدؐ کا

مجھے جاوید کیوں نہ ناز ہو اپنے مقدر پر
میں ہوں کہتی ہے دُنیا جس کو دیوانہ محمدؐ کا

اخراجات کی زیادتی

(از جناب محمد مقبول عالم بی اے لاہور)

آج ہمارا معاشرہ جن اندرونی خرابیوں میں مبتلا ہے۔ اُن میں سے ایک بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ خرچ زیادہ کیا جاتا ہے۔ آمد کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے کچھ بچانا تو ایک طرف رہا، اُلٹا قرض چڑھا لیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود شکایت باقی رہتی ہے۔ کہ ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ یہ شکایت نہ صرف کم آمدنی والے لوگوں کو ہے۔ بلکہ زیادہ آمدنی والے بھی یہی شکایت کرتے پائے جاتے ہیں۔

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جب کبھی دینی یا قومی کاموں کے لئے روپیہ طلب کیا جاتا ہے تو اس قسم کی شکایات بیان کر کے معذوری پیش کر دی جاتی ہے۔ معاشرے کی اس خرابی کی وجہ سے انسان کی انفرادی زندگی چین کھو بیٹھی ہے۔ اور قومی ترقی کی راہیں بھی بند ہو گئی ہیں۔

اس خرابی کی بے شمار وجوہات ہیں۔ موٹی موٹی یہ ہیں:-

۱۔ **فیشن پرستی**۔ یورپ کی تہذیب کی وجہ سے یہ وبا ایسی عام ہو گئی ہے۔ کہ شہری اور دیہاتی سب اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر عورتیں اور نوجوان طبقہ زیادہ متاثر ہوا ہے۔ یہ خرابی عموماً لباس، زیورات، برتن، فرنیچر، مکان کی آرائش اور نمائشی دعوتوں میں پائی جاتی ہے۔ یورپ کی پوری نقل اُتاری جاتی ہے۔ اور کافی روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔

۲۔ **غیر شرعی رسم و رواج**:- زندگی کی مختلف تقریبات کے موقع پر خلافِ شریعت رسم و رواج ادا کئے جاتے ہیں جن میں سے اکثر ہندوؤں کے ہاں سے آئے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بعض رسموں کو دین کا رنگ بھی دیدیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کی شان کے شایاں نہیں کہ وہ کافرانہ رسم و رواج کی پابندی کرے اور خواہ مخواہ اپنی دولت برباد کرے۔ اس سلسلے میں جاہل برادریاں ناجائز طور پر اپنے ممبروں کو مجبور کرتی ہیں۔

۳۔ **تعلیم جدید**: سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بھی بہت گراں ہے۔ اور اب ہر لڑکے اور ہر لڑکی کو سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجنے کا رواج ہو گیا ہے۔ اس طرح آمدنی کا کافی حصّہ اُن کی تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ پھر یہ تعلیم بھی تعلیم کا حق ادا نہیں کرتی۔ اس سے نہ خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے، نہ انسانیت کی سچّی ہمدردی آتی ہے۔ بلکہ جسم کی خواہشات کو ترقی ملتی ہے۔ اور حبِّ مال اور حبِّ جاہ پیدا ہوتی ہے۔ اس خرابی کا صحیح علاج تو یہ ہے کہ ملک کا تعلیمی نظام بدلا جائے۔ اور تعلیمی خرچ کم کیا جائے۔ جب تک یہ نہیں ہوتا۔ ہر بچّے کو اندھا دھند کالج کی تعلیم دلانے کی ضرورت نہیں۔ چونکہ تعلیم کا مقصد محض دفتروں کی ملازمت صحیح نہیں ہے۔ اس لئے بچّوں کے میلان کے مطابق تعلیم دینی چاہئے۔ بعض کو تعلیم جدید دی جائے اور بعض کو مفید صنعتی کاموں کے سکھانے کا بندوبست کرنا چاہئے۔ اس کے ساتھ انہیں دینی تعلیم بھی دلانی چاہئے۔ تاکہ وہ اسلام سے واقف رہیں اور اس پر عمل کریں۔

۴۔ **علاج**: آج علاج بھی ایک مصیبت بن گیا ہے۔ بیماریاں بڑھ گئی ہیں اور سستے علاج کے طریقے ختم ہو گئے ہیں۔ پیٹنٹ ادویہ اور ٹیکوں کا استعمال زیادہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر فیس بھی بہت لیتے ہیں۔ یہ علاج غریب لوگوں کی دسترس سے باہر ہے۔ اس سلسلے میں بھی ملک کے اندر تبدیلی کی ضرورت ہے۔ تاکہ بیماریوں کی روک تھام کے ساتھ علاج بھی سستا کیا جائے۔ اور محض یورپ کی بے جا تقلید نہ کی جائے۔ بلکہ ملکی طریقہ علاج کو ترقی دی جائے۔ اور خود دوائیں تیار کی جائیں۔

۵۔ **ٹیکس**۔ اس وقت کئی قسم کے ٹیکس لگے ہوئے ہیں۔ جو قوم پر ایک ناواجب بوجھ ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے، اپنے خرچ کم کرے اور ناواجب ٹیکسوں کو موقوف کر دے۔

۶۔ **گرانی**: دوسری بڑی جنگ کے بعد یہ بیماری ایسی پیدا ہوئی ہے۔ کہ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جو چیز مہنگی ہو جاتی ہے۔ پھر سستی ہونے کا نام نہیں لیتی۔ عوام کی آمدنی اتنی مقدار میں نہیں بڑھی جتنی گرانی بڑھی ہے۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ روپے کی قیمت دو چار آنے سے زیادہ باقی نہیں رہی۔

ان تکلیفوں کے ہوتے ہوئے عقلمندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہر آدمی اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرے۔ وہ امیروں کو نہ دیکھے بلکہ غریبوں کو دیکھے۔ اور کچھ نہ کچھ پس انداز بھی کرے۔ بے شک بعض جائز ضرورتیں رہ جائیں گی۔ لیکن جب تک ان خرابیوں کو دُور نہیں کیا جاتا ان تکلیفوں کو سہنا ہی پڑیگا۔ کم از کم فیشن پرستی، غلط رسم و رواج کی پابندی اور غلط تعلیم پر تو روپیہ برباد نہ کریں۔

اس سلسلے میں ایک مفید بات کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ مہینے کے اخراجات کا تخمینہ لگایا جائے۔ وہ تخمینہ آمدنی سے ہرگز زیادہ نہ ہو۔ پھر اس تخمینے کے مطابق خرچ کرنے کی کوشش کی جائے اور حساب باقاعدہ رکھا جائے۔ اس کے بعد پھر غور کیا جائے کہ اگر تخمینہ سے زیادہ خرچ ہوا ہے۔ تو کیوں ہوا ہے؟ آئندہ احتیاط کی جائے۔ اس طرح اپنے خرچ کو کم کرنے کی متواتر کوشش کی جائے۔

اگر ان ہدایات پر عمل کیا جائے گا۔ تو پریشانی کم ہو جائے گی۔ شکایات جاتی رہیں گی۔ ناگہانی اخراجات کے لئے پس انداز موجود ہوگا۔ تو قرض لینے کی ضرورت نہیں رہے گی اور خدا کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔

مُحسنۂ کائنات

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدّام الدین مورخہ ۱۴- ستمبر ۱۹۵۶ء)

(از جناب ماسٹر لال الدین صاحب اخگر خانقاہ ڈوگراں (شیخوپورہ)

(۸)

سین

مولوی عبدالعزیز کی آمد اکبر مہاجر کے گھر میں وقتی طور پر پیغامِ امن ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب جہاں دینی علوم میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں، وہاں پنجاب یونیورسٹی کے گریجوایٹ بھی ہیں۔ تمام افرادِ خانہ اُن کے حُسنِ خلق اور محبت آمیز اندازِ گفتگو پر لٹّو ہیں۔ بشیر باوجود تمام دن کی تھکان کے مولوی صاحب کی آمد پر اُن کی صحبت میں رات کے گیارہ گیارہ بجے تک جاگتا رہتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ صاحب ہمہ صفت موصوف ہیں۔ علمی قابلیت کے علاوہ اپنے بُوڑھے والدین کی بڑی خدمت کرتے ہیں۔ چونکہ اپنے تمام بھائی بہنوں سے چھوٹے ہیں۔ لہٰذا عزیز و اقارب میں بڑے ہی لاڈلے سمجھے جاتے ہیں۔ یہ بھی اُن کی فطری سعادتمندی کا ایک امتیازی نشان ہے۔ کہ گفتگو کے دوران میں حقوقِ والدین اور خدمتِ خلق کے مسائل کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

آج نمازِ عشاء کے بعد جبکہ بشیر۔ اُس کی بیوی نذیراں۔ بوڑھا اکبر۔ ہاجراں۔ بشیر کی بہن صفیہ مولوی عبدالعزیز کی باتیں سننے میں مشغول ہیں۔ تو پڑوس میں پہلے آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ پھر چیخ پکار اور گالی گلوچ کی نوبت آ پہنچتی ہے۔ لہٰذا یہ سب لوگ اُس شور و شغب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

"آوازیں"

خاوند۔ تیرے دماغ میں کیڑا ہے۔ کیڑا۔

بیوی۔ تیری ماں اور بہنوں کے دماغ میں بھی کیڑے ہیں۔

خاوند۔ شیطان کی بچّی۔ زبان دراز۔ مُنہ پھٹ۔

بیوی۔ (بہت جوش میں آکر) شیطان تیرا باپ۔ تیرا دادا یا تم شیطان۔

پڑوسنیں۔ توبہ۔ توبہ۔ کلجگ کا سماں آگیا ہے۔

خاوند۔ بے حیا کہیں کی (چہرے کا رنگ فق ہو رہا ہے اور جسم سے کانپ رہا ہے)

بیوی۔ تیری نسیمہ بے حیا۔ تیری سلطانہ کنجری (خاوند کی بہنیں ہیں)

خاوند کا باپ۔ بے حیا دفع ہو جا یہاں سے۔ (بیٹے کو کہتا ہے)

خاوند کی ماں۔ ہائے ہائے قسمت ماڑی۔ ہائے ہمارے بھاگ (سینے پر ہاتھ مارتی ہے)

خاوند۔ (بیوی کو) کُتیا۔ دیّوث۔ چار بچّوں کی ماں ہونے پر بھی وہی بگاڑ۔

بیوی۔ تیری بہنیں بھی بھتیرے حرام جنتی پھرتی ہیں۔

خاوند۔ (طیش میں آکر مارنے کو بھاگتا ہے۔ اتنے میں بیوی گود کا بچّہ جس کی عمر تقریباً چھ ماہ ہے۔ اُس کو چارپائی پر زور سے دے پٹکتی ہے۔ اور گالیاں دیتی ہوئی گھر سے باہر نکل جاتی ہے۔ خاوند بیچارہ کھسیانا سا ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

اور ادھر مولوی عبدالعزیز اس ہنگامہ آرائی پر اظہارِ بیزاری فرما رہے ہیں۔ اور بعد میں خوب ناصحانہ انداز میں باتیں شروع کر دیتے ہیں)

مولوی عبدالعزیز۔ زمانہ بھر میں انسانی طبیعتوں کا تقاضا ہی بدل گیا ہے۔ چھوٹوں میں یہاں تک شرم و حیا کی کمی ہے کہ اُن کا جب بھی ہاتھ بڑھتا ہے تو بڑوں کی پگڑی پر پڑتا ہے۔ گھر میں ماں باپ کی حکومت ہونا چاہیئے۔ مگر اس کے برعکس اس ضعیف الاعضا جوڑے کی توہین کی جاتی ہے۔ جوان اولاد کے ہاتھوں تقریباً ہر گھر کی بوڑھوں کی زندگی غلاموں سے بھی بدتر ہو رہی ہے۔ اسلام اگرچہ غلامی کے وجود سے انکار نہیں کرتا۔ مگر غلامی میں بھی انسان کو شریفانہ مراعات کا مستحق سمجھتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔ اے ابوذرؓ اپنے غلام کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ مگر افسوس آج والدین کی زندگی نہایت بدترین غلامی کا نمونہ بن کر رہ گئی ہے۔ گھر میں اُن غریبوں کے سوکھے روکھے ٹکڑے گنے جاتے ہیں۔ اُن کی ہر رائے ٹھکرائی جاتی ہے۔ اللہ اللہ اچھے بھلے داناؤں اور بہی خواہوں کو پھوہڑ اور بدخواہ سمجھا جاتا ہے۔ ہائے۔ ہائے۔ کہاں والدین کی پُرخلوص زندگی کے برسوں اور کہاں بیوی کی چند پُر فریب گھڑیاں۔ کاش آج کل کا نوجوان عاقبت اندیش ہوتا۔

ہاجراں۔ بیٹا۔ مولوی۔ ان باتوں کو آج کل کون سوچتا ہے۔

مولوی صاحب۔ امّاں جان۔ قرآن مجید کی تعلیم روز بروز مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ شہروں میں نئی روشنی کا دور دورہ ہے۔ انگریزی پڑھے ہوئے ہزاروں پھرتے ہیں۔ مگر قرآن مجید کے جاننے والا لاکھوں میں کوئی ایک آدھ ہے۔

ہاجراں۔ اچھا بیٹا جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

مولوی صاحب۔ امّاں جی۔ یہ قحط سالی۔ اچانک اموات کا سلسلہ۔ حادثات۔ سیلاب۔ زلزلے۔ اپنوں کا قتل۔ اور باقی ارضی و سماوی آفات کا نزول پہلے تو شاید ہی کبھی ہُوا ہو۔ مگر ان دنوں تو شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن گزرتا ہوگا جس میں ایسے بے شمار واقعات ظہور پذیر نہ ہوں۔ قرآن کریم ان آفات کے اسباب کو ہماری بداعمالیوں سے منسوب کرتا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔

دیکھئے آج کی بہو کیسے خبیث عزائم لے کر سُسرال کے گھر آتی ہے۔ لیکن اگر اُس کے غیر اسلامی اور غیر فطری مطالبات منظور نہ کئے جائیں تو گھر میں ایک قیامت بپا ہو جاتی ہے۔ سُسر اور ساس سے دشمنی اُس کا فرضِ منصبی ہوتا ہے۔ نندوں سے بیر اُس کا آسمانی حق ہی سہی مگر خاوند بیچارے کی ہر وقت جو گت بنتی ہے۔ خدا کی پناہ۔ گالی گلوچ۔ طنز بے جا شکایات۔ بات بات پر شکوک و شبہات۔ حیثیت سے بڑھ کر اخراجات کے مطالبے۔ ہر وقت قطع رحمی کی پُر زور تاکید۔ گویا یہ عورت نہیں۔ بلکہ شیطان کی ایجنٹ

ہے۔جس کو سوائے فتنہ و فساد کے کچھ سُوجھتا ہی نہیں۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو اس بیچاری کا گناہ بھی ہلکا ہو جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ہی وہ قباحتیں موجود ہیں۔ کہ بیاہ سے پہلے ہی لڑکی سُسرال دُشمنی میں طاق ہو جاتی ہے۔ اُس کے والدین ہی اُس کی موجودگی میں اُس کے سُسرال کے متعلق ایسی گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ کہ اُس کو اپنی ساس اور سُسر دونوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اور وہ باپ کے گھر ہی منصوبے سوچنے لگتی ہے جن کی برکت سے وہ سُسرال میں جاکر کامیاب ہو سکے۔

کیا آپ نے دیہات میں نہیں دیکھا؟ کہ بیاہ شادی کے موقعہ پر پنجاب میں ایسے ایسے گیت گائے جاتے ہیں۔جن میں دُلہن کو نہایت غیر اسلامی جذبات اور خیالات کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(مولوی صاحب ہاجراں کو مخاطب کر کے) اماں جان۔ عورتوں میں کوئی بدبخت شاعرہ ایسی گزری ہے۔ جو تمہیں مختلف موقعوں کے لئے تُک بندیاں سکھا گئی ہے۔ اور پھر یہ لایعنی ٹوٹکے بغیر لکھنے کے سینہ بسینہ ایک پشت سے دوسری پُشت میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ ان میں ایک لفظ کا بھی آگا پیچھا نہیں ہوتا۔ اچھا خود ہی بتاؤ۔ جب ڈولی سُسرال کے گھر آتی ہے۔ تو تم کونسی معرفت کا سبق دیا کرتی ہو۔

ھاجراں۔ بیٹا۔ آپ بڑے ہی سمجھدار ہو گئے ہیں۔ اچھا آپ کو بھی اُن گیتوں کا پتہ ہے؟ آپ کی باتوں میں ایک عجیب دلچسپی ہے۔ لو میں آپ کو بتاتی ہوں۔ شاید آپ کی مُراد اسی گیت سے ہے۔ ڈولی کے موقعہ پر ہم گایا کرتی ہیں۔

کوٹھی ہیٹھ دوسیرا نکل سَسّرا ئے نی گھر میرا
تُوں کھا لیا بہتیرا ہُن وارا پھرا میرا

اور پھر یہ بھی گایا جاتا ہے۔

کوٹھی ہیٹھاں چھلّیاں نوہاں آئیاں نناناں چلّیاں

(ان باتوں پہ نذیراں خوش ہوتی ہے۔ مگر خاموشی سے مُسکرا کر رہ جاتی ہے۔ صفیہ اس موقعہ پر بھی غمگین بیٹھی ہوئی سُن رہی ہے۔ اور مولوی عبدالعزیز کی توجّہ اُس کی طرف مبذول ہو جاتی ہے)

مولوی صاحب۔ [illegible] صفیہ کیا بات ہے۔ آپ کو کوئی گیت نہیں سوجھتا۔ کس بات کی سوچ میں ہو؟ خیر تو ہے؟

صفیہ۔ بھیّا۔ ہماری قسمت میں خیر کہاں سے؟

مولوی صاحب۔ آخر کیا بات ہے۔ پڑوسن کی لڑائی پر افسوس کر رہی ہو؟

صفیہ۔ نہیں۔ بھائی صاحب۔ اپنے بوڑھے والدین کی زندگی پر کُڑھ رہی ہوں۔

نذیراں۔ (ناک بھوں چڑھا کر) ان کو تخت پر بٹھا کر جانا۔ تخت پر۔

ھاجراں۔ بیٹی صفیہ۔ خاموش رہو۔ مہمان کی دل آزاری ہو گی۔

اکبر۔ صفیہ کوئی اور بات کرو۔ یا اپنے بھائی کی باتیں سُنو۔ بڑی عقل کی باتیں کرتا ہے۔

نذیراں۔ ہاں۔ ہاں۔ کل سے یکطرفہ ڈگری ہو رہی ہے۔ تبھی تم کو عقل کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

بشیر۔ مولوی جی ہمارے گھر میں ہر وقت محشر بپا رہتا ہے۔ نذیراں گو سخت ہے۔ مگر ماں بھی نہ آؤ دیکھتی ہے نہ تاؤ۔ جھٹ سے لڑائی کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

(اکبر بشیر کے مُنہ سے یہ بات سن کر سہم سا گیا ہے۔ کیونکہ جانتا ہے کہ بشیر بڑی حد تک نذیراں کا طرفدار بن چُکا ہے)

مولوی عبدالعزیز۔ اس شکر رنجی کا کیا سبب ہے؟

بشیر۔ مولوی صاحب۔ یہ شکر رنجی نہیں۔ ہمارے گھر کا فساد تو بڑا طول پکڑ گیا ہے۔ علاج تو اس کا یہی ہے کہ ماں اور نذیراں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔ یا میں ہی گھر سے نکل جاؤں۔

ھاجراں۔ بیٹا۔ میں نے تیری نذیراں کو بہت تنگ کیا ہے۔ باپ کا گلا گھونٹ ڈالو اور مجھ کو دھکّے مار کر گھر سے باہر نکال دو۔

نذیراں۔ گھر کا ہے کا۔ تمہاری رات دن کی بد دُعائیں آخر بربادی لائیں گی۔

ھاجراں۔ شکر کر۔ تیری حکومت میں ہم بستے ہیں۔ مگر اس رات دن کی بے عزّتی سے موت بھلی۔

اکبر۔ (کھسیانا ہنسی کے بعد) آج تُو موت کی خواہاں ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ بشیر کے بیاہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور تم اندھا دھند خرچ کر رہی تھیں۔ آج اسی بشیر کی بیوی سے ہر وقت نوک جھوک رہتی ہے۔

مولوی صاحب۔ بشیر بھیّا کیا بات ہے؟ ناراض کیوں ہوتے ہو۔

بشیر۔ بات کیا ہے۔ بوڑھی کو سمجھاؤ۔ جس کی وجہ سے گھر میں فساد ہے۔

صفیہ۔ ہُوں ہُوں۔

مولوی صاحب۔ بشیر۔ تم عمر میں مجھ سے چھوٹے ہو۔ اور عقل میں بھی مجھ سے بہت پیچھے ہو۔ اس لئے مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں تمہارے سامنے چند ایک ایسی مثالیں پیش کروں۔ جس سے تمہاری غلط روش کی اصلاح ہو سکے۔ اور تم کو معلوم ہو جائے کہ والدین کا مقام کتنا بلند ہے۔

سُنئے۔ قرآن عزیز نے واضح اور روشن احکام میں والدین کی خدمت۔ دلجوئی۔ تعظیم اور ہر طرح کے نیک کاموں میں ان کی اطاعتِ کامل کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ اسی کتابِ مبین میں پروردگارِ عالم نے چند ایسے قصص بھی بیان فرمائے ہیں۔ جن میں والدین کی مخلصانہ محبت کو اس قدر اُجاگر کر کے دکھایا ہے۔ کہ اُس پر اگر ساری کائنات کی محبتوں کو قربان کر دیا جائے تو کچھ بڑی بات نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دُنیا والوں کے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں ہے، جس سے ماں کی مامتا کا ماپ لیا جا سکے۔ بچے کے لئے ماں کا ہر جذبہ لاکھوں قربانیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ماں کی بے قراریاں اور جانفشانیاں ہر زمانے میں مشہورِ عالم رہی ہیں۔ بشیر احمد صاحب تم نے کئی دفعہ سُنا ہوگا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم ایزد متعال حضرت ہاجرہ اور ننھّے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکّہ معظمہ کی غیر ذی زرع وادی میں جب چھوڑا۔ تو ایک دو دن کے بعد توشہ ختم ہو گیا۔ مائی ہاجرہ پر بھوک اور پیاس نے اس قدر غلبہ کیا کہ آپ کی چھاتی سے دُودھ تک بھی خشک ہو گیا۔ اب بچّے کی حالت کو دگرگوں دیکھ کر نحیف و نزار والدہ مامتا کے جوش میں دیوانہ وار پانی کی تلاش میں بھاگ نکلی۔ سیّدنا اسمٰعیلؑ کو پتھروں پر لٹایا۔ اور کوہ صفا سے کوہ مروہ اور مروہ سے صفا پر دوڑتی پھرتی تھیں۔ نگاہیں جدِّ محمدؐ کے روئے انور پہ تھیں۔ بچّے کی بیقراری ماں کی برق رفتاری کا سبب بنی ہوئی تھی۔ جب بلندی پر چڑھ جاتیں تو نورِ نظر سامنے ہوتا۔ مگر جب نشیب میں آتیں۔ تو لختِ جگر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا۔ تب اُسی حالت میں بھاگنے لگتیں۔ اور اگر تم سوال کرو۔ کہ ایک بھوکی پیاسی

(باقی صفحہ ۱۸ پہ)

کتبِ سماویہ

(از جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب بی-اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

انجیل

حضرت عیسٰےؑ خود اپنی زبان سے تورات کی تصدیق فرماتے تھے۔ اور جو کتاب انجیل ان کو دی گئی تھی وہ بھی تورات کی تصدیق کرتی تھی اور انجیل کی نوعیت بھی نور و ہدایت ہونے میں تورات کی طرح تھی۔ احکام و شرع کے اعتبار سے دونوں میں بہت ہی قلیل فرق تھا۔ اور یہ فرق تورات کی تصدیق کے منافی نہیں جیسے آج ہم قرآن کو ماننے اور صرف اسی کے احکام کو تسلیم کرنے کے باوجود بحمداللہ تمام کتب سماویہ کے من عنداللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور جو پیشگوئیاں انجیل میں پیغمبر آخرالزمان اور مقدس فارقلیط کی نسبت حضرت مسیحؑ کی زبانی کی گئی ہیں ان کو چھپانے یا لغو اور مہمل تاویلات سے بدلنے کی کوشش نہ کریں یہ خدا تعالیٰ کی سخت نافرمانی ہوگی کہ جس ہادئے جلیل اور مصلح اعظم کے متعلق حضرت مسیحؑ یہ فرمائیں کہ جب وہ رُوحِ حق آئے گی تو تمہیں سچائی کی ساری راہیں بتائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارات اور نعوت و صفات سابقہ کتب سماویہ میں مذکور ہیں حتیٰ کہ اس وقت سے لے کر آج تک پونے چودہ سو برس کی کانٹ چھانٹ کے بعد بھی موجودہ بائبل میں بہت سی بشارات و اشارات پائے جاتے ہیں۔ جن کو ہر زمانہ کے علماء بحوالہ کتب دکھلاتے چلے آئے ہیں۔ قرآن کریم جو تورات و انجیل کے بعد ان کی تنبیہ اور ہدایت کے لئے نازل ہوا اس کو قائم کرتے کیونکہ اس کی تسلیم کئے بغیر تورات و انجیل کی بھی صحیح معنوں میں اقامت نہیں ہوسکتی بلکہ تورات و انجیل اور جملہ کتب سماویہ کی اقامت کا مطلب ہی اب یہ ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم اور پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم جو کتب سابقہ کی پیشین گوئیوں کے مطابق بھیجے گئے ہیں ان کو قبول کیا جائے گویا اقامت تورات و انجیل کا حوالہ دے کر آگاہ فرما دیا کہ اگر قرآن کو انہوں نے قبول نہ کیا تو اس کے معنی یہی ہیں کہ اپنی کتابوں کے قبول کرنے سے بھی منکر ہوگئے۔

اللہ تعالٰے اپنے علم محیط کے مطابق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں جس کو مناسب جانا آدمیوں میں سے پیغمبر بنایا۔ پھر جس پیغمبر کو چاہا دوسرے پیغمبر پر کلی یا جزئی فضیلت عنایت کی۔ داؤدؑ کو جہاد اور زبور عنایت فرمایا۔ داؤدؑ کی کتاب زبور آیات ۲۹ تا ۳۷ میں ہے کہ صادق زمین کے وارث ہونگے۔ چنانچہ اسی امت کے کامل وفادار اور صادق بندے مدت دراز تک زمین کے وارث رہے۔ مشرق و مغرب میں انہوں نے آسمانی بادشاہت قائم کی۔ عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ دین حق کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بجا دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اُن کے ہاتھوں پوری ہوئی۔ اور اسی قسم کی دوسری پیشگوئی امام مہدی اور حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں پوری ہو کر رہے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل کتاب اپنے دین کی بات میں ناحق مبالغہ مت کرو۔ عقیدہ کا مبالغہ یہ ہے کہ ایک مولود بشری کو خدا بنا دیا۔ اور عمل میں غلو وہ ہے جسے رہبانیت کہتے ہیں۔ نصاریٰ نے تعظیم انبیاء میں اس قدر غلو کیا کہ اُن میں سے بعض کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے لگے۔

یوں تو تمام آسمانی کتابوں میں کافروں پر لعنت کی گئی ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کے کافروں پر جب وہ عصیاں اور تمرّد میں حد سے گزر گئے کہ نہ مجرم کسی طرح جرم کرنے سے باز آتا تھا اور نہ غیر مجرم مجرم کو روکتا تھا۔ بلکہ سب شیر و شکر ہو کر بے تکلف ایک دوسرے کے ہم پیالہ و ہم نوالہ بنے ہوئے تھے۔ تب خدا نے حضرت داؤدؑ اور حضرت مسیحؑ کی زبان سے ان پر لعنت کی۔

قرآن

اعلیٰ سے اعلیٰ تعریف اور شکر کا مستحق وہی خدا ہوسکتا ہے جس نے اپنے مخصوص و مقرب ترین بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اعلیٰ و اکمل کتاب اُتاری اور اس طرح زمین والوں کو سب سے بڑی نعمت سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ بے شک اس کتاب میں کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں۔ عبارت انتہائی سلیس و فصیح اسلوب بیان نہایت مؤثر و شگفتہ، تعلیم نہایت متوسط و معتدل جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب اور عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے کسی قسم کی افراط و تفریط کا اس میں شائبہ نہیں۔

قرآن اوّل سے آخر نصیحت ہے موعظت ہے۔ دلوں کے روگ کی شفا ہے۔ ہدایت اور رحمت ہے۔ لوگوں کو مضر اور مہلک باتوں سے روکتا ہے۔ وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتلاتا ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو دُنیا و آخرت میں رحمتِ الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ حق واضح طور پر دلائل و براہین کے ساتھ پہنچ چُکا۔ جس کے قبول نہ کرنے کا کوئی معقول عذر کسی کے پاس نہیں۔ خدا کی آخری حجت بندوں پر تمام ہوگئی۔ جو خدا کی بتلائی ہوئی راہ پر چلے گا دُنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا جو اُسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے گا۔ خود پریشان، ذلیل و خوار ہوگا۔ پیغمبرؑ مختار بنا کر نہیں بھیجے گئے جو تمہارے افعال کے ذمہ دار اور جوابدہ ہوں اُن کا کام صرف آگاہ کر دینے اور راستہ بتلا دینے کا ہے اس پر چلنا چلنے والے کے اختیار میں ہے۔

'قرآن' خدا کی سمت سے بڑی روشنی آگئی اگر نجاتِ ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالیٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو۔ سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے اور اندھیرے سے نکل کر اُجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے۔ اور جس کی رضاء کے تابع ہو کر چل رہے ہو۔ اسی کی دستگیری سے صراطِ مستقیم کو بے تکلف طے کرو گے۔

بعض ضدی اور معاندین نے قرآن جیسی قابل قدر کتاب کو بالکل متروک و مہجور کر چھوڑا ہے۔ قرآن کی تصدیق نہ کرنا اس میں تدبّر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا۔ اسکی تلاوت نہ کرنا۔ اسکی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا۔ اس سے اعراض کرکے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت میں داخل ہوسکتی ہیں۔

قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے۔ کیونکہ جو مضامین ترغیب و ترہیب، اور انداز تبشیر کے متعلق ہیں وہ بالکل صاف سہل اور مؤثر ہیں کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے۔ قرآن اپنی قدر و منزلت کے اعتبار سے بہت قیمتی اور وزندار، اور اپنی کیفیات و لوازم کے اعتبار سے بہت بھاری اور گراں بار ہے۔ اس ماحول میں قرآن کی دعوت و تبلیغ، اس کے حقوق کا پوری طرح ادا کرنا اور اس راہ میں تمام سختیوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرنا سخت مشکل اور بھاری کام تھا۔ قرآن آدمی کا قول نہیں ہے۔ کافر کہتے تھے یہ جادو ہے۔ باپ کو بیٹے سے، میاں کو بیوی سے اور دوست کو دوست سے جدا کرتا ہے۔ قرآن کا دعوے ہے کہ اس کا مثل نہ کوئی شخص بنا سکا۔ نہ بنانے کا دعوے کیا۔ نہ بنا سکتا ہے نہ بنا سکے گا۔ یہ دعویٰ آج تک صحیح رہا۔ اگر تمام انسان اور جن بھی مل کر اس کلام جیسا کلام بنانا چاہیں تو ہرگز نہیں بنا سکیں گے۔ قرآن کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔ جو سنتا فریفتہ ہو جاتا۔

قرآن کریم ایک روح ہے۔ کیونکہ اس کی تاثیر سے مردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں۔ اور انسان کو ابدی حیات نصیب ہوتی ہے۔

قرآن ایک نصیحت کی کتاب ہے۔ جو تمہارے سامنے موجود ہے جس کا جلیل القدر، عظیم النفع اور کثیر الخیر ہونا تورات سے بھی زیادہ روشن ہے۔ کیا ایسی واضح اور روشن کتاب کے تم منکر ہوتے ہو۔ جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں۔

قرآن میں سب کچھ نصیحتیں، احکام اور گزشتہ اقوام کے عبرتناک واقعات بیان کر دیئے گئے ہیں تاکہ خدا کا ڈر رکھنے والے سن کر نصیحت و عبرت حاصل کریں اور اپنے انجام کو سوچیں۔

آیات تکوینیہ تو اس قدر واضح ہیں کہ انہیں دیکھ کر اور سن کر چاہیئے کہ کوئی آدمی نہ بہکے۔ لیکن سیدھی راہ پر وہی چلتا ہے جسے خدا تعالےٰ نے ہدایت کی توفیق دی ہو۔ لاکھوں آدمی یہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں پر نتیجہ کے اعتبار سے ان کا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔

اہل کتاب اپنی تمام کتب سماویہ کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں۔ پھر اس کے دو حصے ہیں ایک عہد عتیق یعنی پرانی کتابیں اور دوسرا عہد جدید۔ جس طرح ہم قرآن کے جملوں کو آیت کہتے ہیں یہ لوگ درس کہتے ہیں۔ پہلے حصہ میں تھوڑے تھوڑے اور ان پر ۳۸ رسائل ہیں اور ان صحیفوں کے مجموعہ کو بھی مجازاً تورات کہتے ہیں۔ انکو یہود اور عیسائی سب مانتے ہیں یہ سب کتابیں عبرانی زبان میں ہیں۔ پھر ان کے تراجم یونانی لاطینی، عربی اور انگریزی زبانوں میں ہو گئے۔

عہد جدید میں یہ کتابیں ہیں (۱) انجیل متی (۲) انجیل مرقس (۳) انجیل لوقا (۴) انجیل یوحنا۔

فی الحقیقت حضرت مسیحؑ کی تعلیم میں اور قرآن کی تعلیم میں اصلاً کوئی فرق نہیں ہے دونوں کا معیار احکام ایک ہی ہے۔ فرق صرف محل بیان اور پیرایۂ بیان کا ہے۔ حضرت مسیحؑ نے صرف اخلاق اور تزکیہ قلب پر زور دیا کیونکہ شریعت موسوی موجود تھی اور وہ اس کا ایک نقطہ بھی بدلنا نہ چاہتے تھے۔ لیکن قرآن کو اخلاق اور قانون دونوں کے احکام بیک وقت بیان کرتے تھے۔

حضرت مسیح کا ظہور ایک ایسے عہد میں ہوا تھا جبکہ یہودیوں کا اخلاقی تنزل انتہائی حد تک پہنچ چکا تھا۔ اور دل کی نیکی اور اخلاق کی پاکیزگی کی جگہ محض ظاہری احکام اور رسوم کی پرستش، دینداری و خدا پرستی سمجھی جاتی تھی۔ یہودیوں کے علاوہ جس قدر متمدن قومیں قرب و جوار میں موجود تھیں مثلاً رومی، مصری، آشوری وہ بھی انسانی رحم و محبت کی روح سے یکسر ناآشنا تھیں۔ ضرورت تھی کہ نوع انسانی کی ہدایت کے لئے ایک ایسی ہستی مبعوث ہو جو سرتاسر رحمت اور محبت کا پیام ہو اور جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں سے قطع نظر کرکے صرف اس کی قلبی اور معنوی حالت کی اصلاح و تزکیہ پر اپنی تمام پیغمبرانہ ہمت مبذول کردے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کی شخصیت میں وہ ہستی نمودار ہوگئی۔

(مولانا آزاد)

ہنود بھی اپنی کتابوں کو الہامی کہتے ہیں گو ان کا قرآن میں کہیں تفصیلاً ذکر نہیں مگر ہر الہامی کتاب پر ایمان لانا ہم اہل اسلام پر فرض ہے۔ اس لئے ان کی تحقیق کرنا بھی ضروری ہوا۔

واضح ہو کہ ہنود کے نزدیک چار وید ہیں (۱) رگ وید (۲) یجر وید (۳) سام وید (۴) اتھرون وید جو برہما کے منہ سے نکلے ہیں اور ان کو ست جگ زمانہ کی تصنیف کہتے ہیں۔ چھ شاستر اور ۱۸ پران انہیں سے نکلے ہیں۔ چونکہ یہ شاستر اور پران اور دیگر کتب مہابھارت اور گیتا اور جوگ بسشٹ اور رامائن وغیرہ ہنود کے نزدیک بھی اُن کے علما کی تصانیف ہیں اور کچھ مضامین وید سے لے کر یا تاریخی واقعات کو سنکر پنڈتوں نے تصنیف کئے ہیں۔ پس یہ تو کسی طرح کتب آسمانی نہیں ہو سکتیں۔

وید جو اُن کے نزدیک برہما کے منہ سے نکلا ہے۔ سب سے قدیم ان کے نزدیک رگ وید ہے اس میں قدیم لوگوں کے اشعار دیوتاؤں کی مدح میں مجمع الاشعار کے طور پر جمع ہیں۔ ان میں کہیں کچھ فائدہ مند باتیں بھی ہیں۔ اور کہیں محض بیہودہ گپ ہے۔ یجر وید جو بہت عرصہ بعد تصنیف ہوا ہے۔ اس میں ہنود کے رواج اور دھرم کا دفتر ہے۔ اتھرون وید کا قدما میں کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ منوجی وغیرہ اس کو وید نہیں مانتے۔ پنڈت لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ کوئی وید ایک وقت میں ایک آدمی کی زبان سے نہیں بنا ہے۔ جب اس قوم کے پنڈتوں ہی نے اس بات کو رد کردیا کہ یہ برہما کے منہ سے نکلے ہیں اور یہ اقرار کر لیا کہ ان کے مصنف ایک دو شخص نہیں۔

(حقانی)

پارسی یعنی آتش پرست اور مجوسی اس امر کے مدعی ہیں کہ ہمارے دخشوروں یعنی پیغمبروں پر آسمان سے خدا کا کلام نازل ہوا ہے کہ جس کو وہ الہامی اور کلام خدا سمجھتے ہیں۔ ژندوستا وغیرہ گو اُن کے پاس اور کتابیں بھی ہیں۔ مگر زیادہ مشہور اور معتبر دساتیر ہے۔ اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے نامے پندرہ شخصوں کے ہیں۔ یہ تمام نامے ایک شخص یعنی ساسان پنجم کے جمع کئے ہوئے ہیں جو خسرو پرویز کے عہد میں تھا۔ اور اس کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کے علاوہ اپنی اولاد میں ہمیشہ پیغمبری کا مدعی ہے۔ الغرض دساتیر میں آگ، آفتاب، ماہتاب اور ستاروں کی پرستش کے طریقے اکثر موجود ہیں۔ پھر ایسی کتاب معدن شرک و کفر کو کیونکر الہامی اور منجانب اللہ تصور کیا جائے اور یہی آتش پرستی اور آفتاب پرستی سری بیاس جی نے ہندوستان میں پھیلائی ہے ان کے وید کو دساتیر سے نہایت مناسبت ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ بیاسی جی نے پاژندی زبان سے اپنے استاد زرتشت کی کتاب میں سفسکرت

شادی کمیشن کی تباہ کاریاں

(از جناب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلہ گنبد لاہور)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(و) بعض وسیع کار بار والے گھر میں بھی عورتوں سے کام بنوانے کا کام کرتے ہیں۔ اور متفرق قسم کا کام ہے - ہر کام کے لئے ایک منتظم کی ضرورت ہے - گھر میں عورتوں سے کام لینے والی منتظمہ عورت ہی ضروری ہے - ایک بیوی ان انتظامات اور گھر کے انتظامات کے لئے کافی نہیں ہو رہی ہے - تو وہ دوسری تیسری کی فکر میں ہے - مگر یہ ضرورت عدالت کی نظر میں ضرورت نہیں جچتی - عدالت منظوری نہیں دینا چاہتی - تو یہ شخص اپنے کار بار کی اس وسعت میں جدید قانون کی وجہ سے محروم رہ جائے گا -

(ز) ایک شخص کی پہلی شادی کسی غلطی سے یا غلط فہمی سے یا اس وجہ سے کہ پہلے وہ بھی معمولی حالات میں تھا ایک دیہات کی رہنے والی سے ہو گئی ہے اور وہ اب کسی بڑے عہدہ بڑے کار بار کا مالک ہونے کی وجہ سے ایسی بیوی کا خواہاں ہے جو اس کی حسب حیثیت اس کی رفاقت کا کام انجام دے - اب دو صورتیں ہیں کہ وہ پہلی کو چھوڑ دے - اور دوسری حاصل کرے - یا دونوں رکھے - مگر پہلی بیوی جو تنگی ترشی میں اس کے ساتھ رہی ہے - اب اس کو الگ کر دینا بڑا ظلم معلوم ہوتا ہے اس کا دل بھی نہیں چاہتا وہ بھی غریب روتی ہے کہ وہ سمجھتی ہے اس عیش کی جنت سے نکل کر کس مپرسی کی دوزخ میں کیسے گزر کروں گی - لیکن اس عدالتی قید و بند کے لئے اس کی حیثیت یا غربت یا عذرات تیار نہیں ہوتے تو سوائے اس کے کہ اس پر ظلم کرے اور کیا ہو گا - قدیم رفیقہ حیات پر بے وجہ ظلم بھی ہو گا اور اگر وہ خاندانی عزیزہ بھی ہے تو نہ معلوم اس حرکت کی وجہ سے کس قدر فتنہ و فساد برپا ہوں گے اور اگر وہ دل پر پتھر رکھ کر عدالت کے کٹہرے جا کھڑا بھی ہو گا تو اگر عدالت نے اس لغو عذر کو جو اس کی نظر میں بہت ہی وزنی ہے نامنظور کر دیا تو بھی نتیجہ یہی بر آمد ہو گا گو وہ غریب ہر چند خوشامد کرے ایک ملازمہ کی طرح رہنے کے لئے بھی تیار ہو جائے۔ گھر بار دولت بھی سب کچھ تج دے مگر خاوند کو خاوند رکھنا چاہے تو اس کی کوئی شنوائی اس جدید قانون کی رو سے نہ ہو سکے گی۔ اور آخر مرتے دم تک اس کے آنسو نہ رک سکیں گے - اور وہ اپوا اور مشیران قانون کو پانی پی پی کر یاد کیا کرے گی -

(ح) عورت کو فالج پڑ گیا یا لقوہ ہو گیا یا گٹھیا یا دق یا دمہ کوئی دیرپا مرض ہو گیا ہے اور خاوند ہے کہ اس کے گھر میں ہر وقت بڑے بڑے لوگوں کی مہمانداری ہے بڑے بڑے سامان کرنے پڑتے ہیں - مگر عورت اس سے قطعاً قاصر ہے اس کو ضرورت ہے کہ ایک گھر کی ملکہ اور لائے اپنی معذوری کو دیکھ کر بیوی بھی رضامند ہے مگر قانونی دار گیر ہیں اور عدالت کی حاضری کے لئے وہ آمادہ نہیں ہو سکتا - تو اس معذور بیوی کو لئے بیٹھا رہے اور اپنی ساری ضرورتیں اور مصلحتیں خاک میں ملا دے یا اس غریب کو مع اس کے بچوں کے گھر بدر کر دے - اور نئی نویلی دلہن سے گھر سجا لے تو شاید یہ مشیران قانون کا کمیشن اسی کو پسند کرتا ہو گا

(ط) کھاتا پیتا گھرانہ ہے مگر عورت کمزور ضعیف خدمت کی محتاج ہے - اس نے اپنی خدمت کے لئے کسی غریب بیوہ عزیزہ کو رکھ لیا ہے کہ اس کی بھی پرورش ہو جائے اور مجھے بھی راحت ملے - لیکن خاوند صاحب کی نیت میں فتور آ گیا ہے - عورت محسوس کرتی ہے کہ اگر اس کی شادی کسی اور سے کرا دوں تو مجھے تکلیف ہو گی اور اتفاق سے اس بیوہ کی طبیعت بھی سلیم واقع ہوئی ہے اس لئے وہ خود اس کو اپنے شوہر سے نکاح کرانے پر راضی بھی ہے یا اس کو یہ اندیشہ ہے کہ یہ مجھ کو چھوڑ کر اس سے شادی کر لے گا اس لئے وہ اس کو پسند کرتی ہے مگر قانون کی قید دونوں کے گلے کا ہار ہے نہ رکھتے بن پڑے گی نہ الگ کرتے بن پڑیگی آخر نتیجہ قدیمہ کی طلاق اور جدیدہ سے نکاح پر آ نکلے گا -

(ی) دفعۃً ویسے ہی خاوند کسی سے پھنس گیا ہے - عورت کو معلوم ہو گیا ہے اور یہ محسوس ہو رہا ہے کہ عنقریب اس کو گھر بدر اور اس کو گھر اندر رہنے والا ہے - لیکن وہ اپنا انجام اور اپنی اولاد کا انجام دیکھ کر اس کے لئے آمادہ نہیں ہے کہ خاوند اسے چھوڑ دے اور اس راز کو کسی سے یا عدالت سے خاوند کہہ نہیں سکتا - اس لئے سوائے اس کے کیا ہو سکے گا کہ عمر بھر کی رفیقہ حیات رخصت ہو گی - اور عمر بھر روتی پھرا کرے گی اور پھر اولاد کا کیا کیا حشر ہو گا -

اصلاح

اگر کوئی مرد دوسری یا تیسری شادی کرے تو اگر پہلی عورت کو برابر نہ کرنے کی شکایت ہو تو عدالت میں مقدمہ دائر کر کے خرچہ و شب باشی کی تعین کرا کے وصول کر سکتی ہے یا مرد کو سزا دلا سکتی ہے -

دفعہ (۸) نکاح ناموں کی طرح طلاق نامے بھی حکومت کی طرف سے چھپوائے جائیں

اس دفعہ کا مطلب صاف سمجھ میں نہیں آیا - کیونکہ اس وقت جو نکاح نامے چھپے ہوئے مل رہے ہیں - وہ حکومت کے چھپوائے ہوئے نہیں ہیں - تاجران کتب کے چھپوائے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی اچھے عالم سے ان کو مرتب نہیں کرایا گیا - نہ ان پر کہیں وہ ضروری باتیں درج ہیں جن کو نکاح خواں تحقیق کرے نہ کچھ ایسے مسائل ساتھ ہیں جن سے نکاح کی صحت قابل اطمینان ہو سکے - بلکہ ایجاب و قبول کے ایسے لفظ بھی نہیں ہیں جو سب اماموں کے نزدیک جواز نکاح کے لئے کافی ہوں - اس لئے اول تو یہی قابل اصلاح ہیں لیکن اسی طرح طلاق نامے بھی چھپوائے جائیں - مگر کسی معتبر عالم سے مرتب کرا کے اس کے ضروری مسائل اور تمام تفصیلات درج ہوں اور ان نکاح ناموں کی اصلاح ہو جائے مگر یہ جیسے اس وقت تک لازمی چیز نہیں ہے جس کا جی چاہے ان پر لکھوائے جی چاہے نہ لکھوائے - اسی طرح اگر طلاق نامے بھی لازمی نہ ہوں اختیاری ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ نہ ہو کہ بغیر اس طلاق نامہ کے طلاق ہی معتبر نہ مانی جائے ورنہ پھر سینکڑوں طلاقیں ہوا کریں گی اور طلاق نامے نہ ہوں گے - تو عمر بھر وہ لوگ حرامکاری میں مبتلا رہا کریں گے - بلکہ حیلہ ناجائزہ کے شروع کے مسودہ سے کابین نامے بھی طبع ہو جائیں تو نکاح نامے کابین نامے اور طلاق نامے خواہ حکومت کی طرف سے چھپ جائیں خواہ تاجران کتب

(باقی صفحہ ۸ پر)

اخلاق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهٗ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهٗ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهٗ وَيَتَوَعَّدُوْنَهٗ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهَدًا اَوْ غَيْرَهٗ فَلَمَّا تَرَحَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرٰىةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطِيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی تھا۔ جس کو فلاں عالم کہا جاتا تھا۔ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دینار چاہیئے تھے۔ اس نے آپؐ سے تقاضا کیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی! میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں تجھ کو دوں اس نے کہا محمدؐ میں اس وقت تک آپؐ سے جدا نہ ہوں گا جب تک آپؐ میرا قرض ادا نہ کر دیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اچھا! میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور اسی مقام پر آپؐ نے ظہر، عصر، مغرب، عشا، اور پھر صبح کی نماز پڑھی۔ رسول اللہؐ کے صحابیؓ اس یہودی کو دھمکاتے تھے اور نکال دینے کا خوف دلاتے تھے رسول اللہؐ نے جب اس کو محسوس کیا کہ صحابی اس کو دھمکاتے ہیں تو آپ نے ان کو منع فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا ایک یہودی آپؐ کو روک سکتا ہے آپؐ نے فرمایا۔ خداوند تعالے نے مجھ کو منع فرمایا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جو ہماری پناہ میں ہے۔ یا اس پر جو ہماری پناہ میں نہیں ہے۔ پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں اور میرے مال کا آدھا حصہ خدا کی راہ میں صدقہ ہے۔ اور خدا کی قسم میں نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے۔ وہ محض اس لئے کیا ہے کہ میں دیکھوں کہ جو صفات توراۃ میں مذکور ہیں۔ وہ آپؐ میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ توراۃ میں لکھا ہے۔ محمدؐ بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہونگے۔ طیبہ کی طرف ہجرت کرینگے اور ان کی حکومت شام میں ہوگی۔ وہ بدزبان سنگدل نہ ہوں گے۔ اور نہ بازار میں شور مچانے والے اور نہ فحش گوئی ان میں ہوگی اور نہ وہ بیہودہ بات کہنے والے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ یہ میرا مال موجود ہے۔ خدا کے حکم سے اس کو جہاں چاہیں خرچ فرمائیں۔ (راوی کا بیان ہے) یہ یہودی بہت مالدار تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَاءَنِيْ مَلَكٌ وَّاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَّاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَّلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَهٗ فَاَشَارَ جِبْرَئِيْلُ بِيَدِهٖ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَاْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (رواہ فی شرح السنۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہؓ اگر میں خدا سے مال و دولت چاہوں تو البتہ میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر آپؐ چاہیں۔ تو بندہ پیغمبر بنیں اور چاہیں تو بادشاہ پیغمبر ہو جائیں۔ میں نے جبرئیل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کہا۔ آپؐ اپنے کو پست کریں (یعنی بندگی اور فقر اختیار کریں) اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ فرشتہ کے الفاظ سن کر رسول اللہؐ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا۔ گویا ان سے مشورہ طلب کیا۔ جبرئیلؑ نے اشارہ سے بتایا کہ تواضع اختیار کریں۔ میں نے کہا۔ میں بندہ پیغمبر بننا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد نبیؐ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے۔ اور اس طرح بیٹھتا ہوں۔ جیسے غلام بیٹھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی نیک بندیاں

ایک انصاری عورت کا ذکر

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کی لڑائی میں ایک انصاری بی بی کا خاوند اور باپ بھائی سب شہید ہو گئے۔ جب اس نے سنا تو اوّل یُوچھا کہ یہ بتلاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا خیریت سے ہیں کہنے لگیں جب آپؐ صحیح سالم ہیں پھر کسی کا کیا غم۔

فائدہ۔ سبحان اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسی محبت تھی۔ بیبیو اگر تم کو حضرتؐ کے ساتھ محبّت کرنی منظور ہے تو آپؐ کی شرع کی پوری پوری پیروی کرو۔ اس سے محبت ہو جائے گی اور محبت کی وجہ سے بہشت میں حضرتؐ کے پاس درجہ ملے گا۔

حضرت ام فضل لبابہ بنت حارث کا ذکر

یہ ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی چچی ہیں اور حضرت عباس رضؓ کی بی بی اور عبداللہ بن عباس رضؓ کی ماں ہیں۔ قرآن میں جو آیا ہے کہ جو مسلمان کافروں کے ملک میں رہنے سے خُدا کی عبادت نہ کرسکے اُس کو چاہئے کہ اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور جا بسے اگر ایسا نہ کریگا تو اس کو بہت گناہ ہوگا۔ البتہ بچّے اور عورتیں جن کو دوسری جگہ کا نہ رستہ معلوم نہ اتنی دلیری اور ہمّت وہ معاف ہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ ان ہی کم ہمتوں میں مَیں اور میری ماں تھیں۔ وہ عورت ہیں اور مَیں بچہ تھا۔

فائدہ۔ دیکھو یہ اُن کی نیّت کی خوبی تھی۔ کہ دل سے کافروں میں رہنا پسند نہ تھا۔ لیکن لاچار تھیں۔ اس واسطے اللہ میاں کی اُن پر رحمت ہوگئی کہ گناہ سے بچا لیا۔ بیبیو تم بھی دل سے ہمیشہ دین کے موافق عمل کرنے کی پکّی نیت رکھا کرو۔ پھر تمھاری لاچاری کے معاف ہونے کی امید ہے اور جو دل ہی سے دین کی بات کا ارادہ نہ کیا تو پھر گناہ سے نہیں بچ سکتیں۔

حضرت ام سلیط کا ذکر

ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ مدینہ کی بیبیوں کو کچھ چادریں تقسیم کر رہے تھے۔ ایک چادر رہ گئی۔ آپ نے لوگوں سے صلاح پوچھی کہ بتلاؤ کس کو دُوں لوگوں نے کہا حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم جو آپ کے نکاح میں ہیں اُن کو دید یجئے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ یہ ام سلیط کا حق ہے۔ یہ بی بی انصار میں کی ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت ہیں۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اُحد کی لڑائی میں اُن کا یہ حال تھا کہ پانی کی مشکیں ڈھوتی پھرتی تھیں۔ مسلمانوں کے پینے کھانے کے واسطے اسی طرح ایک بی بی تھیں خولہ وہ تو لڑائی میں تلوار لے کر لڑتی تھیں۔

فائدہ۔ دیکھو خدا کے کام میں کیسی ہمّت کی تھیں۔ جب ہی تو حضرت عمر رضؓ نے اتنی قدر کی۔ اب کم ہمتوں کا یہ حال ہے۔ کہ نماز بھی پانچ وقت کی ٹھیک نہیں پڑھی جاتی۔

. . . .

حضرت ہالہ بنت خویلد کا ذکر

یہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت خدیجہ رضؓ کی بہن ہیں۔ یہ ایک بار حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور دروازے سے باہر کھڑے ہوکر آنے کی اجازت چاہی چونکہ آواز اپنی بہن کیسی تھی اس واسطے آپ حضرت خدیجہ رضؓ کا خیال آکر چونک سے گئے اور فرمانے لگے اے اللہ یہ ہالہ ہو۔

فائدہ۔ اس دُعا سے معلوم ہُوا کہ آپ کو اُن سے محبت تھی۔ یوں تو سالی کا رشتہ بھی ہے۔ مگر بڑی وجہ آپ کی محبت کی صرف دینداری ہے بیبیو دیندار بن جاؤ۔ تم کو بھی اللہ اور رسولؐ چاہنے لگیں۔

حضرت ہند بنت عتبہ کا ذکر

حضرت معاویہ رضؓ جو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ یہ اُن کی ماں ہیں۔ انھوں نے ایک بار ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ آپؐ سے زیادہ کسی کی ذلّت نہ چاہتی تھی۔ اور اب یہ حال ہے آپؐ سے زیادہ کسی کی عزّت نہیں چاہتی آپؐ نے فرمایا میرا بھی یہی حال ہے۔

فائدہ۔ اس سے ایک تو اُن کا سچّا ہونا معلوم ہُوا۔ دوسرے یہ معلوم ہُوا کہ حضرت صلی اللہ کے ساتھ اُن کو محبت تھی۔ اور حضرتؐ کو اُن کے ساتھ محبت تھی۔ بیبیو تم بھی سچ بولا کرو۔ اور حضرتؐ سے محبت رکھو اور ایسے کام کرو کہ حضرتؐ کو تم سے محبت ہو جائے۔

حضرت ام خالد کا ذکر

جب لوگ حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے اُن میں یہ بھی تھیں اس زمانہ میں بچّی تھیں۔ وہاں سے لَوٹ کر جب مدینہ کو آئیں تو اُن کے باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ بھی ساتھ آئیں ایک زرد کُرتہ پہنے ہوئے تھیں۔ آپؐ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر بوٹے دار رکھی تھی آپ نے ان کو اُڑھا دی اور فرمایا بڑی اچھی ہے بڑی اچھی ہے۔ پھر یہ دُعا کی کہ گھس گھس پُرانی ہو اس دُعا کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تمھاری بڑی عمر ہو۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جتنی عمر ان کی ہوئی ہم نے کسی عورت کی نہیں سُنی لوگوں میں چرچا ہُوا کرتا تھا کہ فلانی بی بی کی اتنی زیادہ عمر ہے یہ بچّی تو تھیں ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مہر نبوّت سے کھیلنے لگیں۔ باپ نے ڈانٹا۔ آپؐ نے فرمایا رہنے دو کیا ڈر ہے۔

فائدہ۔ بڑی خوش قسمت تھیں۔ بیبیو دین کی چادر یہی نبی کی چادر ہے جیسا کہ قرآن میں پرہیزگاری کو لباس فرمایا ہے اگر اس دولت کو لینا چاہتی ہو تو دین اور پرہیزگاری اختیار کرو۔

حضرت صفیہ رضؓ کا ذکر

یہ ہمارے پیغمبرؐ کی پھوپی ہیں۔ جب حضرتؐ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ اُحد کی لڑائی میں شہید ہوگئے آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو صفیہ رضؓ کے صدمہ کا خیال ہے ورنہ حمزہ رضؓ کو دفن نہ کرتا درندے کھا جاتے اور قیامت میں درندوں کے پیٹ میں سے انکا حشر ہوتا اس سے معلوم ہُوا کہ حضرتؐ کو ان کا بہت خیال تھا کہ اپنے ارادے کو اُن کی خاطر سے چھوڑ دیا بیبیو یہ خیال اُن کی دینداری کی وجہ سے تھا تم بھی دیندار ہو تاکہ تم بھی اس لائق ہو جاؤ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم تم سے بھی راضی رہیں۔

بقیہ مسئلہ کائنات صفحہ ۱۲ سے آگے ۔

نازک اندام ۔ پاکدامن ۔ جلاوطن ۔ تن تنہا عفیفہ کی حالت اُس انتہائی مصیبت کے وقت کیا تھی ۔ تو جاؤ ۔ ہم سے نہیں اُن فضاؤں سے پوچھو ۔ جنہوں نے اُس مقبولِ الٰہی زنِ حور کے خشک ہونٹوں سے تسبیح و تہلیل کے نغمات اور عاجزانہ دُعائیں سُنیں ۔ اُس حسن سیرت کی بے نظیر ہستی کی سرفروشانہ کیفیت اُن تپتے ہُوئے پتھروں اور جھلسنے والی ریت کے ذرّوں سے دریافت کرو ۔ جنہوں نے اُس کے مقدّس قدموں کا لہو فرطِ عقیدت سے چاٹا ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ مناظرِ قدرت کی سب سے روشن آنکھ (آفتابِ عالمتاب) کی شہادتِ عینی پر اکتفا کرو ۔ جس نے اپنی ساری حیات کی ڈائری میں اُس وقت تک ویسا جذبۂ قربانی کا مظاہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ ہاں ۔ ہاں آسمان سے پوچھو ۔ زمین سے سوال کرو ۔ تاکہ آپ پر مامتا کی اصلیت منکشف ہو جائے اُس واقعہ کو آج ہزاروں برس گزر گئے ہیں ۔ مگر خالقِ ارض و سما کو اپنی اُس نیک بندی کی مخلصانہ ادا اس قدر پسند آچکی تھی کہ قیامت تک اُمّتِ محمدیہ کا ہر فرد جو دُنیا کے کسی خطّہ سے عشقِ الٰہی اور حبِّ مصطفٰےؐ میں سرشار ہو عرب کی راہ لیتا ہے ۔ اُس پر فرض ہے کہ وہ مائی ہاجرہ کی طرح صفا اور مروہ پر سات چکّر کاٹے ۔ تاکہ زائرِ حرمین الشریفین حبِّ الٰہی اور عشقِ رسولؐ کے ساتھ ساتھ والدہ کے جذبۂ شفقت کا اعتراف کرتا ہُوا بھی نظر آئے ۔

میرے بھائی تمہاری زبان سے یہ کلمات کیسے نکل گئے ۔ کہ بوڑھی کو سمجھاؤ ۔ جس کی وجہ سے گھر میں فساد ہے ۔ ماں کے ہر بنِ مو سے رات دن دُعائیں نکلتی ہیں ۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر حال میں اُن کو خوش رکھیں ۔ تاکہ اُن دُعاوں کا فیض ہمیں پہنچ سکے ۔

(بشیر اور باقی گھر والے مولوی عبدالعزیز صاحب کی اس مؤثر تقریر کو نہایت خاموشی سے سُن رہے ۔ رات کے تقریباً ۱۰ بج چکے ہیں ۔ لہٰذا مولوی صاحب نمازِ عشاء پڑھنے کے لئے جلدی اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور باقی افرادِ خانہ بھی اپنی اپنی چارپائیوں پر جا رہے ہیں ۔

شرک ، بت پرستی کی تعلیم دیتی ہوں ۔ اور یوم آخرت سے منکر ہوں آسمانی تعلیم کے خلاف ہوں تو وہ ہرگز کتب سماویہ کی فہرست میں نہیں آسکتیں ۔

مسئلہ موت

از مولینا ضیاء الدین قریشی خطیب جامع مسجد واہ چھاؤنی

(۳)

سلسلہ کے لئے ملاحظہ خدام الدین مورخہ ۳۰ جون ۱۹۵۶ء

موت سے غفلت کے نقصانات

(۱) گناہ سے توبہ میں تاخیر ہوتی ہے (۲) آمدنی پر راضی نہیں ہوتا (۳) سستی پیدا ہوتی ہے ۔ دلوں میں قساوت پیدا ہوتی ہے ۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اور فقیہ ابی اللیث نے تنبیہ الغافلین میں تفصیل سے موت کا اور اس کے فوائد و نقصانات کا ذکر کیا ہے اور مولانا محمد ذکریا صاحب نے فضائل صدقات جلد دوم میں نہایت عمدہ بحث فرمائی ہے ۔

اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو آئندہ موت کی شدت اور کچھ اس سلسلہ میں صلحائے امت کے اہم واقعات پیش کئے جائیں گے اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کے لئے موت کی سختی کو آسان فرمائے اور ان کو اس کے لئے تیار کرنے کی توفیق نصیب فرمائے

کیفیت نزع فاسقین و کافرین

حسن بصریؒ فرماتے ہیں ۔ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو گھر والے روتے ہیں تو ملک الموت اس دروازہ پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ میں نے اس کی روزی نہیں کھالی ۔ میں نے اس کی عمر کم نہیں کر دی ۔ مجھے تو اس گھر میں پھر آنا ہے ۔ اور بار بار آنا ہے ۔ جب تک کہ سب ختم نہ ہو جائیں

یزید رقاشیؒ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ظالموں میں سے ایک ظالم اپنے گھر میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی سے تخلیہ کر رہا تھا ۔ اتنے میں دیکھا کہ گھر میں ایک اجنبی آدمی اندر چلا آ رہا ہے ۔ یہ شخص نہایت غصہ میں اس کی طرف لپکا ۔ اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور گھر میں آنے کی تجھے کس نے اجازت دی اس نے کہا مجھے اس گھر کے مالک نے اندر آنے کو کہا ہے ۔ اور میں وہ شخص ہوں جس کو نہ کوئی پردہ روک سکتا ہے اور نہ بادشاہوں کے پاس جانے کی مجھے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ نہ کسی ظالم کے دبدبہ سے ڈرتا ہوں ۔ نہ کسی مغرور متکبر کے پاس جانے سے مجھے کوئی چیز مانع ہوتی ہے اس کی یہ گفتگو سُن کر وہ ظالم خوفزدہ ہو گیا ۔ بدن میں کپکپی آ گئی اور اوندھے منہ گر گیا ۔ اس کے بعد اس نے نہایت عاجزی سے کہا پھر تو آپ ملک الموت ہیں

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ۔ کہ جس وقت ملک الموت دل کی رگ کو چھوتے ہیں ۔ اس وقت آدمی کا لوگوں کو پہچاننا موقوف ہو جاتا ہے ۔ زبان بند ہو جاتی ہے اور دنیا کی سب چیزوں کو بھول جاتا ہے ۔ اگر اس وقت آدمی پر موت کا نشہ سوار نہ ہو تو تکلیف کی شدت سے پاس والوں پر تلوار چلانے لگے ۔

مراقبہ موت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موت کا معاملہ نہایت خطرناک ہے اور لوگ اس سے بہت غافل ہیں ۔ اول تو اپنے مشاغل کی وجہ سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تب بھی چونکہ دل دوسری طرف مشغول ہوتا ہے ۔ اس لئے محض زبانی تذکرہ مفید نہیں ہے ۔ بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ دل کو سب طرف سے بالکل فارغ کر کے اس کو اس طرح سوچے کہ گویا موت سامنے ہی ہے ۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اپنے عزیز اقارب اور جاننے والوں کا حال سوچے کہ کیوں کر ان کو چارپائی پر سے جا کر مٹی کے نیچے دبا دیا ۔

بقیہ کتب سماویہ صفحہ ۱۳ سے آگے ۔

میں ترجمہ کیا ہو اور وید نام رکھا ہو ۔

ہندوؤں یا اور قوموں کے پیشواؤں کے متعلق ہم زیادہ سے زیادہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کے عقائد اور اعمال درست ہوں اور اُن کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو ۔ اور انہوں نے خلقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا کام بھی کیا ہو تو ممکن ہے کہ وہ نبی ہوں مگر یہ کہنا کہ وہ نبی تھے یقیناً بے دلیل بات اور اٹکل کا تیر ہے ۔ اگر ہم نے بلا دلیل شرعی صرف اپنی رائے سے کسی شخص کو پیغمبر سمجھ لیا ۔ اور فی الواقع وہ پیغمبر نہیں تھا تو خدا تعالےٰ کے حضور میں ہم سے اس غلط عقیدہ کا مواخذہ ہوگا ۔ اس لئے ہم رامچندر جی وغیرہ کی بابت صحیح طور سے پیغمبر نہیں کہہ سکتے ۔ اسی طرح اگر دیگر مذاہب کی کتب کفر و

بچوں کا صفحہ

صبر کا پھل

(از جناب غلام نبی صاحب درویش سرینگر)

کہتے ہیں ایک بادشاہ گھوڑے پر سوار سیر کو جا رہا تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بوڑھے کسان کو کھیت میں ہل چلاتے دیکھا۔ بوڑھا بہت خوش معلوم ہوتا تھا۔ وہ ہل چلاتے وقت کچھ گاتا بھی جاتا تھا۔

بادشاہ نے اس کے پاس جاکر کہا۔ بڑے میاں! تم تو بہت خوشحال معلوم ہوتے ہو۔ کیا یہ زمین تمہاری ہی ہے؟

کسان نے بادشاہ کو نہ پہچانا اور جواب دیا۔ "نہیں یہ زمین تو کسی اور کی ہے۔ میں تو مزدوری پر کام کرتا ہوں"

بادشاہ:۔ یہ تو اور بھی تعجب کی بات ہے۔ کہ تم غیر کی زمین پر اتنے شوق اور محنت سے کام کرتے ہو۔ اور خوش ہو"

کسان:۔ "جب میں نے اس کام کو اپنے ذمّے لے لیا ہے تو پھر اچھی طرح سے اور ہنسی خوشی سے کیوں نہ کروں؟"

بادشاہ:۔ "ٹھیک کہتے ہو۔ آدمی کو اپنا فرض اسی طرح ادا کرنا چاہیئے۔ مگر ہاں تمہیں مزدوری کیا ملتی ہے؟"

کسان:۔ "چودہ آنے روزانہ ملتے ہیں"

بادشاہ:۔ صرف چودہ ہی آنے روز ملتے ہیں؟ یہ تو بہت ہی کم ہیں۔ اتنے پیسوں میں تم اپنا پیٹ کیونکر پالتے ہو"

کسان:۔ ان پیسوں میں اپنا ہی نہیں بلکہ گھر والوں کا بھی گزارہ کرتا ہوں۔ اور کچھ بچا بھی لیتا ہوں"

بادشاہ:۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟ کیا تم جادو جانتے ہو؟"

کسان:۔ نہیں! میں جادو نہیں جانتا۔ مگر گزارہ ضرور کر لیتا ہوں کیونکہ میرا خرچ کم ہے۔ اور میں چودہ آنے ہی پر صبر کرتا ہوں۔"

بادشاہ کسان کی بات سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے اپنی جیب سے پچاس مہریں نکال کر بوڑھے کو دیں۔ اور کہا "سچ ہے تم صحیح کہتے ہو۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ لو یہ پچاس مہریں میں تمہیں انعام دیتا ہوں۔"

بوڑھا پہلے تو اشرفیاں لیتے ہوئے ہچکچایا۔ مگر بعد میں جب بادشاہ نے اسے اپنا نام بتایا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے بادشاہ کا شکریہ ادا کر کے اشرفیاں لے لیں۔

بھائیو! آپ نے دیکھا۔ بوڑھے کسان کو صبر کرنے سے کتنا فائدہ پہنچا۔ ہم کو بھی اسی طرح صبر کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

رحمدلی

بچو سبکتگین کا نام تو تم نے ضرور سنا ہوگا۔ یہ ایک مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ آج ہم تمہیں اس کی رحم دلی کا ایک قصّہ سناتے ہیں۔ سبکتگین کو شکار کا بہت شوق تھا۔ حسب معمول ایک روز شکار کھیلنے گیا۔ سارا دن شکار کی تلاش میں پھرتا رہا۔ مگر کچھ ہاتھ نہ لگا۔ آخرکار نا امید ہو کر گھر کی طرف چلنے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ایک ہرنی نظر آئی۔ جو ایک ننھے سے بچے کو لئے گھاس کھانے میں مشغول تھی۔ سبکتگین نے اسے دیکھتے ہی اس کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سن کر ہرنی تو بھاگ گئی مگر بچّے سے نہ بھاگا گیا۔

سبکتگین بچے کو لے کر گھر کی طرف چلنے لگا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ ہرنی روتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے آ رہی ہے۔

سبکتگین کا سینہ رحم کی شعاؤں سے منوّر تھا۔ اس سے ہرنی کی یہ حالت نہ دیکھی گئی۔ اور اس نے فوراً بچّے کو چھوڑ دیا۔ ہرنی خوش ہو کر بچّے کو لے کر چلنے لگی لیکن بار بار سبکتگین کو دیکھتی جاتی تھی۔ جیسے اس کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔

رات کو آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرماتے ہیں سبکتگین تمہاری رحمدلی خدا کو بہت پسند آئی اور تمہارا نام بادشاہوں کی فہرست میں لکھ لیا گیا۔ اپنی رعایا کو اچھی طرح رکھنا بادشاہ کے لئے رحمدلی بہت اچھی چیز ہے۔ اس کے بعد سبکتگین نے ترقی کی افغانستان کی شہزادی سے اس کی شادی ہوگئی اور وہ ان ملکوں کا بادشاہ بن گیا۔ اور اس نے اپنی رحمدلی کا صلہ پالیا۔

اس کے بعد سبکتگین کا بیٹا "سلطان محمود" بادشاہ ہوا ابھی تک تاریخ میں اس کا نام سونے کے حرفوں سے لکھا ہوا ہے۔

بچو! نیکی اور رحمدلی کبھی برباد نہیں جاتی اس کا پھل کبھی نہ کبھی مل کر ہی رہتا ہے۔

(الجمعیۃ دہلی)

بقیہ ذکر الٰہی صفحہ ۲ سے آگے

(۵) درود شریف بکثرت پڑھنا۔

(۶) خطبہ خوب توجہ سے خاموشی کے ساتھ سننا اور اس وقت کوئی بات چیت بالکل نہ کرنا۔

جمعہ کی نماز کے بعد کاروبار کی اجازت ہے۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعہ)

ترجمہ۔ پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ فلاح پاؤ۔

بقول حضرت شاہ صاحبؒ یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا۔ سارے دن سودا منع تھا۔ اس واسطے فرمایا کہ نماز کے بعد روزی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد کو نہ بھولو۔

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں۔ کہ جمعہ کی نماز سے پہلے نہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ ہی کھانا کھاتے تھے

حضرت مجاہدؒ نے "اللہ کو بہت یاد کرو" کے بارے میں کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ کہ "بندہ اللہ کو بہت یاد کرنے والا تب کہلاتا ہے۔ جب کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر وقت اللہ کو یاد کرتا رہے۔"

اسی طرح ایک بہت اللہ اللہ کرنے والے کا واقعہ حضرت خواجہ نقش بند رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے بازار منٰی میں ایک سوداگر کو دیکھا جس نے کم و بیش پچاس ہزار کی خرید و فروخت کی مگر اس کا دل ایک لحظہ بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہوا۔ (مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۳۳ جلد اول) (باقی دارد)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی اشاعت بڑھانے میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔